تعمیرِ حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

عبادات کا عالمی موسم

رمضان عبادت، ذکر، تلاوت اور زہد و تقویٰ کا ایک ایسا عالمی موسم اور جشن عام کا زمانہ ہے، جس میں مشرق و مغرب کے تمام مسلمان عالم و جاہل، امیر و فقیر، کم ہمت اور عالی حوصلہ ہر قسم اور ہر گروہ کے لوگ ایک دوسرے کے شریک رفیق اور ہمدم و دمساز نظر آتے ہیں۔ یہ رمضان ایک ہی وقت میں ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر دیہات میں ہوتا ہے۔ امیر کے محل اور غریب کی جھونپڑی، دونوں میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ کوئی شخص خود سری اور خود آرائی کرتا ہے۔ نہ روزے کے لئے دونوں کے انتخاب میں کوئی انتشار اور جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں عطا کی ہیں۔ عالم اسلام کے وسیع و عریض رقبہ میں ہر جگہ اس کے جلال و جمال کا مشاہدہ خود کر سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پورے اسلامی معاشرہ پر نورانیت اور سکینت کا ایک وسیع شامیانہ سایہ فگن ہے، جو لوگ روزہ کے معاملہ میں ذرا سست اور کاہل ہیں وہ بھی عامۃ المسلمین سے علاحدگی کے ڈر سے روزہ رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور اگر کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے تو چھپ کر اور شرم کے ساتھ کھاتے ہیں۔ سوائے ان چند ملحد اور فساق کے جن کو علانیہ بھی اس بے شرمی میں کوئی عار نہیں ہوتا۔ یا ان بیماروں اور مسافروں کے جو شرعاً معذور ہیں۔ یہ ایک اجتماعی اور عالمی روزہ ہے جس سے خود بخود ایک ایسی سازگار اور خوشگوار فضا پیدا ہوتی ہے جس میں روزہ آسان معلوم ہوتا ہے۔ دل نرم پڑ جاتے ہیں۔ اور لوگ عبادتوں اور طاعتوں اور ہمدردی و غمخواری کے مختلف کاموں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی (ماخوذ از: ارکان اربعہ)

سالانہ سو روپے

۱۰ جنوری ۱۹۹۶ء

Regd No. LW/NP56
Fax No. : (0522) 380570

Principal : 372336
Guest House : 73864 Ext. 20

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY
NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India)

Rs. 5/-

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش

سونے چاندی کے زیورات کیلئے

ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خان

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

اظہار احمد

IZHAR AHMAD & SONS
PERFUMERS
TRADE MARK
CHOWK-LUCKNOW

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبو دار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ، عرق گلاب و دیگر عطریات کی ــــ

ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

فون:- 268898

خط و کتابت کا پتہ

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

چشمے ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔

AUTO REFRCCTO METER AR-8 60

فوٹوٹراپک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈکس ریزی لینس، فینسی بارو و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج۔ اعظم گڑھ

منو کے اصلی نورانی تیل کی خاص پہچان

لیبل پر لائسنس نمبر U-18/77 اور کیپ کے اوپر MAU CITY ہے تب اصلی ہے اگر یہ دونوں پہچان نہ ہو تو نقلی ہے۔

MAU CITY

نورانی تیل

Noorani Tel

درد۔ زخم۔ چوٹ۔ کٹنے جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن یوپی

۷۹۲۲
۱۲۳۷۸۹
۸۶۲

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

مجلس صحافت ونشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۴ | ۱۰ر جنوری ۱۹۹۷ء - مطابق :- ۲۹ر شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ | شمارہ نمبر ۵

:- زیر نگرانی :-
مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)
مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء)
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء)
پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد المیات ندوۃ العلماء)

:- مدیر مسئول :-
شمس الحق ندوی

:- مجلس ادارت :-
مولانا منذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی، ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرِ تعاون

سالانہ ——— ۱۰۰ روپے
فی شمارہ ——— پانچ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک :-
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک
——— ۲۵ر ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک :-
بحری ڈاک جملہ ——— ۱۰ر ڈالر

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ سو روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

گذارش

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ ——— منیجر

خط وکتابت کا پتہ

منیجر تعمیرِ حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حامد

تقویۃ الایمان لکھنؤ

درس حدیث

دین کی سمجھ وفہم حاصل کرنے کی فضیلت

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز ٹیچرس ٹریننگ کالج جامعہ السعودیہ

ترجمہ ——— شمس الحق ندوی

(۴)

(میرا کام تقسیم کرنا ہے دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے) آیات قرآنی بارش کے پانی کی طرح نازل ہوتی تھیں، بعض دلوں اور عقلوں میں اس بارش کو قبول کرنے اور اس سے سیراب ہونے کی زیادہ صلاحیت ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو بھانپ لیتے تھے اور ان کی قابل اعتماد صلاحیت کو سمجھ جاتے تھے لہٰذا ایسے لوگوں کی طرف آپ کی خصوصی توجہ ہوتی تھی، انھیں حضرات میں سے زید بن ثابتؓ تھے۔ خارجہ نے اپنے والدؓ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد مجھ کو آپ کی خدمت میں لایا گیا اور لانے والوں نے کہا یا اللہ کے رسول یہ بنو نجار کا ایک غلام ہے آپ پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس کو اس میں سے ستر سورتیں یاد ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنایا تو آپ نے بہت پسند فرمایا اور فرمایا: زید! تم یہود یوں کی کتاب سیکھ لو اس لئے کہ مجھے اپنی کتاب (یعنی قرآن کریم) کے بارے میں ان کی طرف سے اطمینان نہیں (کہ اس میں کچھ اپنی کتاب سے ملا کر خلط ملط کر دیں)۔

حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ آپ کے فرمانے کے بعد میں نے صرف نصف ماہ میں ان کی کتاب سیکھ لی حتیٰ کہ اس میں مہارت پیدا کر لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان لوگوں کو خط لکھواتے تو خط میں ہی لکھا کرتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ کی ذہانت وقابل اعتماد صلاحیت کو سمجھ جاتے ہیں اس کے نتیجہ میں ان کی طرف آپ کی توجہ بھی بڑھ جاتی ہے چنانچہ آپ ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں (زید! کیا تم سریانی زبان اچھی طرح جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول سریانی زبان تو نہیں جانتا۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے سترہ دن میں سریانی زبان سیکھ لی، حضرت زیدؓ کی طرف آپ کی ایسی عنایت تھی کہ جب وحی نازل ہوتی تو فرماتے زید کو بلاؤ اور ان سے کہو قلم دوات لے کر آئیں (راوی کہتے ہیں پھر فرمایا لکھو (لا یستوی القاعدون) [۱]

حضرت زیدؓ عہد رسالت میں قرآن پاک کو جمع کرنے والے صحابہؓ میں سب سے نمایاں تھے، فرماتے ہیں (میں قرآن پاک کے سلسلہ میں تلاش وفکر میں رہتا تھا اس کو میں پرزوں، ٹوٹ کے ہوئے اور کھجور کی چھال پر لکھے ہوئے اور لوگوں کے سینوں سے یعنی سنکر جمع کرتا تھا۔ حضرت زیدؓ فقیہہ تھے فرائض کے عالم تھے، حضرت انسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرائض کو میری امت میں سب سے زیادہ زید بن ثابتؓ جانتے ہیں۔ [۲]

علم اصول کے ماہرین کے نزدیک فقہ کہتے ہیں شریعت کے فروعی احکام جاننے کو جو تفصیلی دلائل سے حاصل کئے گئے ہوں اور فقہاء کے نزدیک فقیہہ وہ ہے جس نے فروع کو یاد کر لیا ہو، اور شریعت کے فروعی احکام جانتا ہو۔ جس کے ذریعہ بندوں کے فعل کو بیان کیا جائے اور واجب، مستحب، مباح اور حرام وغیرہ ہونے کی کیفیت کو بتایا جائے۔ فقہ کے یہ مطالب ومفہوم واقفیت ومشق کے بعد اور کبار صحابہؓ سے ربط وتعلق اور فقہی مسائل کے بارے میں ان صحابہؓ کی طرف رجوع کرنے سے جو فقہ میں مشہور تھے اور طلبائے علم ان حضرات کے گرد جمع ہوتے اور فقہ حاصل کیا۔

شعبی نے مسروق سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: حضرات صحابہ کرام میں مفتی حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، زیدؓ، اُبیؓ تھا اور ابو موسیٰ تھے بعد میں فقہ کا مسئلہ آگے بڑھا جہاں باریک مقدمات کے مسائل سامنے آنے لگے، جو چار حضرات میں سمٹ گئے، شعبی کا بیان ہے قاضی چار ہیں عمر، علی، ابن مسعود، زید رضی اللہ عنہم۔ پھر فقہ نے علمی انداز اختیار کرنا شروع کیا جو مختلف فقہی مسالک کا انداز اختیار کرنے لگا۔

حضرت مسروق سے مروی ہے فرمایا: میں نے صحابہ کرامؓ کا جائزہ لیا تو اندازہ ہوا ان حضرات کا علم چھ صحابہ پر منحصر تھا (یعنی یہ چھ فقہ کے مرجع تھے) عمرؓ، علیؓ، عبداللہؓ، زیدؓ، ابو درداءؓ، اُبیؓ، پھر ان چھ حضرات کے علمی مرجع کی جستجو میں لگا تو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ اور عبداللہؓ پر منتہی ہوتا ہے۔

فقہی مکاتب فکر کی بنیاد

اس طرح سے پھر فقہی مکتبہ فکر کے اثرات ظاہر ہونے لگے، اور ممتاز صحابہ کرامؓ کا ایک خاص فقہی انداز اور فرق نظر آنے لگا۔

معمر کہتے ہیں، ابن عباسؓ کا علم فقہ اکثر تین حضرات سے حاصل شدہ تھا، عمر، علی، اُبی، حضرت ابن عباسؓ نے بہت سے صحابہؓ سے علم حاصل کیا تھا، لیکن ان پر ایک خاص دقیق علمی رنگ چڑھ گیا تھا خصوصاً فقہی مسائل میں، اور اس رنگ پر ان تین

(باقی ص ۳۰ پر)

اس شمارے میں

۱۔	درس حدیث	ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی ۲
۲۔	استقبال رمضان المبارک ۔ اداریہ	شمس الحق ندوی ۵
۳۔	روزہ کا حکم اور اس کے فضائل	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ۷
۴۔	قرآنی حقائق کا اعتراف	مولانا حسین احمد مدنی ۱۱
۵۔	چھلکتا ہے رحمت کا جام اللہ اللہ (نظم)	قمر رام نگری ۱۲
۶۔	بارانِ رحمت کے شب و روز	علامہ سید سلیمان ندوی ؒ ۱۳
۷۔	خواتین اسلام کی تعلیم	قاضی اطہر مبارکپوری ۱۵
۸۔	ابودھیا کا المیہ	مادھو گوڈبولے ۱۷
۹۔	اے مادر علمی !	عطاء الرحمٰن ندوی ۱۹
۱۰۔	نازل ہوا اس ماہ میں ... (نظم)	شمیم شولاپوری ۲۰
۱۱۔	سوال و جواب	محمد طارق ندوی ۲۱
۱۲۔	الوداعیہ نظم	محمد قیصر صدیقی ۲۲
۱۳۔	مطالعہ کی میز پر	شمس الحق ندوی ۲۳
۱۴۔	پیام انسانیت اور اصلاح معاشرہ کے جذبے	محمد شاہد ندوی ۲۴
۱۵۔	عالمی خبریں	سید سعید اشرف ندوی ۲۵
۱۶۔	ندوہ کے شب و روز	نجیب الرحمٰن ۲۶
۱۷۔	نتیجہ امتحان سالانہ (معہد)	۲۸

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی ۱۰/- روپئے کے حساب سے زرضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کالمی فی سینٹی میٹر R.20/-
۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb. P.O.Box No. 842 MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)	مدینہ منورہ
Mr. M. AKRAM NADWI O.c.I.S. St. CROSS COLLEGE Oxford OX1 3TU - U.K.	برطانیہ
Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb. P.O.Box No. 388 Vereniging (S.AFRICA)	ساؤتھ افریقہ
Mr. ABDUL HAI NADVI Sb. P.O.Box No. 10894 DOHA - QATAR	قطر
Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb. P.O.Box No. 12525 DUBAI -(U.A.E.)	دبئی
Mr. ATAULLAH Sb. Sector A-50, Near Sau Quater H. No. 109 Town Ship Kaurangi KARACHI-31 (Pakistan)	پاکستان
Dr. A. M. Siddiqui Sb. 98- Conklin Ave Woodmere New York 11598 -(U.S.A.)	امریکہ

اداریہ

شمس الحق ندوی

استقبال رمضان المبارک

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رمضان المبارک کے استقبال کی خاطر جنت کو پورے سال سنوارا جاتا ہے، اور اس کی زیبائش و آرائش ہوتی رہتی ہے، خیال فرمایئے کہ جب آپ کے یہاں کوئی تقریب ہوتی ہے یا کسی معزز مہمان کی آمد ہوتی ہے تو کس ذوق و شوق کے ساتھ اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھنے اور زیبائش و آرائش کا فکر و اہتمام کرتے ہیں اور اپنے دل کا حوصلہ پورا کرتے ہیں، تو اس جنت کی زیبائش و آرائش میں کیا کچھ نہ ہوتا ہوگا؟ جنت کو سنوارنے والا خود ہی فرماتا ہے۔

"مالا عین رأیت ولا أذن سمعت" ــــ جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، اور نہ کسی کان نے سنا ہے۔

یہ بھی تو سوچیں کہ یہ آرائش ہو کس کی طرف سے رہی ہے اور کس کے لئے؟ جنت کو سجانے کا حکم اس نے دیا ہے جو کل کائنات کا خالق و مالک ہے اور یہ سارا اہتمام اس مشتِ خاک کے لئے ہے جس نے اس کو آدم کی شکل میں وجود بخشا ہے، کوئی صحبہ اس آدم خاکی کے اعزاز و تکریم کی، کہ آقا و خالق خود اس کے لئے یہ اہتمام کر رہا ہے۔ پھر کتنا نادان ہے وہ انسان۔ جو دنیا کے فریب و دھوکے میں آجائے، اس دنیا کے دھوکے میں جس کی دلفریبیاں محض امتحان و آزمائش کے لئے ہیں، اور کریم و مہربان آقا نے اس سے آگاہ کر دیا ہے۔ "إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا" (اور جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کے لئے آرائش بنایا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے، اور جو چیز زمین پر ہے ہم اس کو (نابود کر کے) بنجر میدان کر دیں گے۔)

یہاں جو کچھ ہے، فانی ہے، وہاں جو کچھ ہے اس کو بقا و دوام حاصل ہے، اسی لئے ہوشیار و متنبہ فرمایا، اور یہ کہہ کر آگاہ کر دیا کہ "مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا" (جو شخص دنیا کی آسودگی) کا خواہشمند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں، پھر اس کے لئے جہنم کو (ٹھکانا) مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ نفرین سن کر اور درگاہ خدا سے) راندہ ہو کر داخل ہوگا، اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو، اور اس میں اتنی کوشش کرے جتنی اسے لائق ہے وہ مومن بھی ہو، تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے۔

آخرت کی سعی کرنے والے یہ بندے روز قیامت خوش و شادماں ہوں گے، وہی جنت جو سال بھر رمضان المبارک کے لئے سجائی جاتی ہے، ان کا مسکن ٹھکانا ہوگی، رب کریم خود فرماتا ہے:۔

"وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ۔ (اور بہت سے منہ والے) اس روز شادماں ہوں گے، اپنے اعمال کی جزا سے خوش دل بہشت بریں میں، وہاں کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے، اس میں چشمے بہہ رہے ہوں گے، وہاں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے، اور آب خورے (قرینے سے) رکھے ہوئے، اور گاؤ تکیے قطار کی قطار لگے ہوئے اور نفیس مسندیں بچھی ہوئی۔

یہ اس آقا کے کرم بے پایاں کی انتہا ہے کہ وہ خود باخبر کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ دنیا کی یہ زیب و زینت ہم نے تمہارے امتحان و آزمائش کے لئے پیدا کیا ہے، تم اس کے دام فریب میں نہ پڑو، بلکہ ہماری بن دیکھی نعمتوں پر یقین کرو اور ان کے حصول کے لئے کمر کس لو، اور اس کے حصول کی تگ و دو کرو، لہٰذا نماز، عبادت و اطاعت، صبر و قناعت، ایثار و قربانی کی کٹھنائیوں کو جھیلو اور بھول چوک پر توبہ و استغفار کرو، تم اس کے صلہ میں جنت، صدا بہار جنت کے

بالاخانوں میں اعزاز واکرام کے ساتھ رہو گے فرشتے سلام کریں گے، مبارکباد دیں گے۔

یہی یقین ایک تاجر کو گھر بار اور راحت وآرام چھوڑ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہونے پر آمادہ کرتا ہے، یہی یقین ایک فوجی کے لئے موت کو آسان اور زندگی کو دشوار بنا دیتا ہے، جو چیز اپنی محبوب اولاد کو چھوڑ کر بے تکلف میدان میں چلے جانے پر اکساتی ہے وہ نفع کا یقین اور مستقبل میں کسی فائدہ کی توقع ہے اور یہی وہ محور ہے جس کے گرد زندگی کی چکی گھومتی ہے جب انسان اس فانی نفع کے لئے یہ سب کچھ جھیل سکتا ہے تو دائمی اور سدا بہار نفع کا شوق اس کو روزہ کی چند گھنٹوں کی مشقت کو جھیلنے پر کیوں نہ آمادہ کرے جو ہر طرح خیر وبرکت کا جامع ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ مہینہ ہر قسم کی خیر وبرکت کا جامع ہے، آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، اس مہینہ میں جمعیت باطنی کا حصول، پورے سال جمعیت باطنی کے لئے کافی ہوتا ہے، اور اس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے قابل مبارکباد ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو کر گیا اور ناکام وبدنصیب ہیں وہ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کے خیر وبرکت سے محروم ہو گئے۔"

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"اگر اس مہینہ میں کسی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے تو پورے سال یہ توفیق اس کے شامل حال رہے گی، اور اگر یہ مہینہ بے دلی، فکر وتردد اور انتشار کے ساتھ گذرے تو پورا سال اسی حال میں گذرنے کا اندیشہ ہے۔"

کھانے پینے کو ترک کرنا خواہشات پر لگام لگانا بے شک سخت ہے لیکن اگر نفس کو ذکر وتلاوت، اور روزہ کے اجر وثواب کی امیدیں دلا کر بہلایا جائے تو یہ مشکل آسان ہو جائے گی نفس کو مشغول رکھنا مشقت کو بھلا دیتا ہے اور اس کا جھیلنا قدرے آسان ہو جاتا ہے۔

فرمایا:۔

"أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا"

ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیئے جائیں گے، اور وہاں فرشتے ان سے دعا سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے جنت کی زیبائش وآرائش اپنے انھیں نیک خوبندوں کے لئے کراتا ہے، جو اس کی رضا جوئی وفرمانبرداری کی تلاش میں روزے رکھتے ہیں، بھوکے پیاسے رہتے ہیں کتنی حرماں نصیبی وناعاقبت اندیشی کی بات ہے کہ بندہ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو کھانے پینے سے روک نہ سکے اور ان نعمتوں سے محروم ہو جائے، محروم ہی نہیں بلکہ سزاوار عذاب بن جائے۔

کیوں نہ رمضان المبارک کا استقبال ہم اس طرح کریں جس طرح خدا کو پسند ومحبوب ہے چند گھنٹوں کی بھوک پیاس برداشت کر کے ایک ماہ کی مدت گزار لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے جس کا صلہ یہ ہے کہ سال بھر کے پچھلے گناہ معاف اور قیامت کے دن جب نفسی نفسی کا عالم ہو گا عرش الٰہی کے سائے میں ضیافت ہو گی، بیشک اس سال رمضان المبارک کا مہینہ نہایت ٹھنڈک اور بڑے سخت موسم میں آرہا ہے، لیکن جب بندہ ہمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوا کرتی ہے اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

روزہ کی یہ مشقت وبھوک وپیاس کتنی آسان ہے اس صلہ کے سامنے، اس اجر وثواب کے سامنے جو روزہ دار بندے کو ملنے والا ہے جنت کی شکل میں، قیامت کے ہولناک دن عرش الٰہی کے سایہ کی شکل میں اور اس نعمت عظمیٰ کی شکل میں: الصوم لی وأنا أجزی بہ روزہ میرے لئے خاص ہے، اس کا صلہ میں خود ہی دوں گا۔"

دنیا کی زندگی میں ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان معمولی نفع وفائدہ کے یقین پر سفر کی سختی، دھوپ کی گرمی، سردی کی شدت کو کس آسانی سے برداشت کرتا ہے (نفع کا یقین ہی تو ہے جو کسان کو سخت سردی کے موسم میں اپنے بستر سے اٹھا دیتا ہے اور اندھیرے منہ کھیت میں پہونچا دیتا ہے اور لو کے تھپیڑوں اور سورج کی تپش میں کھیت جوتنے اور [illegible] اٹھانے پر آمادہ کرتا ہے، ابن جوزیؒ فرماتے ہیں:۔

"میں نے دو مزدوروں کو دیکھا کہ ایک بھاری شہتیر اٹھا کر لے جا رہے ہیں، اور دونوں کچھ گا رہے ہیں، ایک مصرعہ پڑھتا ہے اور دوسرا ترنم کے ساتھ اس کا جواب دیتا ہے، ایک پڑھتا ہے تو دوسرا کان لگا کر سنتا ہے، پھر دوسرا اس کو دہراتا ہے، یہ اسی طرح کے مصرعہ سے جواب دیتا ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کو محنت اور بوجھ کا احساس زیادہ ہو، لیکن اس ترکیب سے ان کا کام آسان ہو جاتا ہے، میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ ذہن اتنی دیر میں دوسرے کام میں لگ کر سستا لیتا ہے اور جواب کی فکر میں مشغول ہو کر اس میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے، اور اس طرح راستہ طے ہو جاتا ہے اور بوجھ کے احساس سے غفلت ہو جاتی ہے اس سے میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ انسان نے شرعی ذمہ داریوں اور فرائض کا بڑا بوجھ اٹھا رکھا ہے،

(باقی ص ۱۲ پر)

روزہ کا حکم اور اس کے فضائل

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ان نازک اور اعلیٰ مصالح کی رعایت اور بلند دنیوی واخروی مقاصد کی تکمیل کے لئے جو علم وذہانت کی دسترس سے ماوراء ہیں، اس روح کی چارہ سازی کے لئے جو معدہ اور شکم کے بوجھ کے نیچے دب گئی تھی، اور "ہوا وہوس" اور "نائے ونوش" کے جنون اور غلبہ کی وجہ سے نیم جان اور زار ونزار ہو رہی تھی، نیز اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے جس کو خلافت کہا جاتا ہے۔ اور جس میں اعتدال وتوازن اور صبر وتحمل کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے روزہ کا حکم مسلمانوں کے لئے نازل فرمایا، لیکن یہ روزہ ہجرت کے بعد اس وقت فرض کیا گیا جب سختیوں کے بادل چھٹ گئے، عسرت وتنگ دستی کا دور ختم ہوا اور مسلمانوں نے مدینہ میں اطمینان کی سانس لی اور ان کی زندگی کشادگی اور آرام کے ساتھ بسر ہونے لگی، ایسا شاید اس لئے ہوا کہ اگر پریشان حالی کے دور میں روزہ کا حکم نازل ہوتا تو بہت سے لوگ اس کو مجبوری کا روزہ اور معاشی حالات اور اس ماحول کا نتیجہ سمجھتے جو مکہ میں تھا اور یہ محسوس کرتے کہ روزہ صرف فقراء ومساکین اور مصیبت زدوں اور مظلوموں کے لئے ہے، اغنیاء اور خوش حال لوگ جو باغات اور زمینوں کے مالک ہیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اس کے علاوہ روزہ کی فرضیت کی آیت اس وقت نازل ہوئی جب عقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں اچھی طرح پیوست اور پختہ ہو چکا تھا، اور نماز سے بھی ان کو غایت درجہ تعلق بلکہ عشق پیدا ہو گیا تھا، تمام مسلمان احکام الٰہی اور قوانین شریعت کے سامنے ہر لمحہ سر تسلیم خم کرنے پر تیار تھے، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ اس کے منتظر ہی ہوں علامہ ابن القیم نے اس نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"چونکہ مالوفات وخواہشات سے انسان کو چھڑانا سب سے مشکل اور دیر طلب کام ہے اس لئے اس کی فرضیت کا حکم ہجرت کے بعد اس وقت تک نازل نہیں ہوا جب تک اس کا اطمینان نہیں ہو گیا کہ اب توحید اور نماز ان کے رگ وریشہ میں سرایت کر چکی ہے، اور اوامر قرآنیہ سے ان کے دل پوری طرح مانوس ہیں، چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال روزہ کا حکم آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے تشریف لے جانے سے قبل ۹ رمضانوں کے روزے رکھے۔"

جس آیت کے ذریعہ روزے فرض ہوئے وہ آیت یہ تھی۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝"

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

یہ اس شریعت کی پابندی ہے جو اپنے تمام فرائض، عبادات، اور احکام وقوانین میں نفوس انسانی کے لئے آب حیات ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے ان پر روزہ فرض کیا، لیکن یہ مذاہب کی تاریخ میں پہلا موقع یا کوئی بدعت نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے بھی سب اہل کتاب اور مذہب وشریعت کی حامل تمام قوموں پر روزہ فرض کیا تھا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس گرانی اور بوجھ کو کم کر دیا ہے جو انسان کو تنہائی کے احساس سے ہوتا ہے، اگر آدمی کو معلوم ہو جائے کہ جس بات کا پابند اس کو کیا جا رہا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے، اس کی نظیریں پہلے بھی گزر چکی ہیں اور بہت سی قوموں اور ملتوں نے اس کی پابندی کی ہے، تو اس کو وہی چیز کسی قدر آسان معلوم ہونے لگے گی اور ہمت پہلے سے بڑھ جائے گی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کا مقصد بلا وجہ مشقت یا آزمائش میں ڈالنا ہو، یہ ریاضت وتربیت اور اصلاح وتزکیہ کے لئے ہے، یہ دراصل اخلاقی تربیت گاہ ہے جہاں سے آدمی کامل ہو کر اس طرح نکلتا ہے کہ خواہشات کی لگام اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے، خواہشات اس پر حکومت نہیں کرتیں بلکہ وہ خواہشات پر حکومت کرتا ہے، جب وہ محض اللہ کے حکم سے مباح اور پاک چیزوں کو ترک کر دیتا ہے تو ممنوعات ومحرمات سے بچنے کی کوشش کیوں نہ کرے گا؟ جو شخص ٹھنڈے میٹھے پانی اور پاکیزہ ولذیذ غذا کو خدا کی فرمانبرداری میں چھوڑ سکتا ہے، وہ حرام اور نجس چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا کیسے گوارا کر سکتا ہے اور یہی "لعلکم تتقون" کا مفہوم ہے۔

اسلام نے روزہ کا جو نقشہ پیش کیا ہے وہ قوانین ومقاصد دونوں کے لحاظ سے مکمل ہے، فائدہ کا سب سے زیادہ ضامن ہے اور اس میں عزیز وعلیم اور حکیم وخبیر خدا کی حکمت ومشیت پوری طرح جلوہ فگن ہے۔

"أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝"

کیا وہی آگاہ نہ ہوگا جس نے پیدا کیا ہے؟ وہ تو ہر ذرہ (ہی) باریک میں اور (پورا) باخبر ہے۔

اس نے پورا مہینہ (اور یہ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا) مسلسل مہینہ بھر کے روزوں کے لیے مخصوص کیا ہے جس کے دنوں میں روزہ رکھنے کا حکم ہے اور راتوں کو کھانے پینے کی اجازت ہے اس وقت عربوں میں روزہ کا مفہوم یہی تھا، اور اسلام کی حامی شریعت میں بھی اسی کا اعتبار اور اسی پر عمل ہے۔

رمضان المبارک اور نزول قرآن

اللہ تعالیٰ نے روزے رمضان میں فرض کئے ہیں اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم قرار دیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ ان دو برکتوں اور سعادتوں کا اجتماع بڑی حکمت اور اہمیت کا حامل ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور گم کردہ راہ انسانیت کو "صبح صادق" نصیب ہوئی، اس لئے یہ عین مناسب تھا کہ جس طرح طلوع صبح صادق روزہ کے آغاز کے ساتھ مربوط کردی گئی ہے اسی طرح اس مہینہ کو بھی جس میں ایک طویل اور تاریک رات کے بعد پوری انسانیت کی صبح ہوئی پورے مہینہ کے روزے کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے، خاص طور پر اس وقت جب کہ اپنی رحمت و برکت، روحانیت اور نسبت باطنی کے لحاظ سے بھی یہ مہینہ تمام مہینوں سے افضل تھا، اور بالطور پر اس کا مستحق تھا کہ اس کے دنوں کو روزے سے اور راتوں کو عبادت سے آراستہ کیا جائے[۱]

روزہ اور قرآن کے درمیان بہت گہرا تعلق اور خصوصی مناسبت ہے، اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تلاوت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے، ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے، لیکن رمضان میں جب جبریل آپ سے ملنے آتے اس زمانہ میں سخاوت کا معمول اور بڑھ جاتا، جبریل رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے اور قرآن مجید کا دور کرتے، اس وقت جب جبریل آپ سے ملتے آپ سخاوت، داد و دہش اور نیکی کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی تیز نظر آتے[۲] حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اس مہینہ کو قرآن مجید کے ساتھ بہت خاص مناسبت ہے اور اسی مناسبت کی وجہ سے قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل کیا گیا، یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے، آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ اس مہینہ میں جمعیت باطنی کا حصول پورے سال جمعیت باطنی کے لئے کافی ہوتا ہے، اور اس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو کر گیا اور ناکام و بدنصیب ہیں وہ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کی خیر و برکت سے محروم ہو گئے"[۳]

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:-

"اگر اس مہینہ میں کسی آدمی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے تو پورے سال یہ توفیق اس کے ساتھ شامل حال رہے گی، اور اگر یہ مہینہ بے پروائی فکر و تردد اور انتشار کے ساتھ گزرے تو پورا سال اسی حال میں گزرنے کا اندیشہ ہے"[۴]

حضرت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر لے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے اس سلسلہ کی احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں۔

زندگی نفس کی خواہشات اور عقل کے تقاضوں کی مستقل کشمکش کا نام ہے، لیکن اس کشمکش میں ہمیشہ خواہشات کی ہی فتح نہیں ہوتی جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں، ایسا خیال درحقیقت فطرت انسانی سے بدگمانی اور حقیقت سے روگردانی ہے۔

جو طاقت زندگی کے پہیہ کو تیزی کے ساتھ حرکت دیتی ہے اور جس کے دم سے دنیا کا بازار گرم اور اس کی رونق قائم ہے، وہ نفع پر یقین ہے، یہی وہ یقین ہے جو کسان کو سخت سردی کے موسم میں اپنے بستر سے اٹھا دیتا ہے اور اندھیرے منہ کھیت میں پہونچا دیتا ہے اور لوکے تھپیڑوں اور سورج کی تپش میں کھیت جوتنے اور اپنا پسینہ بہانے کی قوت بخشتا ہے، یہی یقین ایک تاجر کو گھر بار اور راحت و آرام چھوڑ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہونے پر آمادہ کرتا ہے، یہی یقین ایک فوجی کے لئے موت کو آسان اور زندگی کو دشوار بنا دیتا ہے، جو چیز اس کو اپنی محبوب اولاد کو چھوڑ کر بے تکلف میدان جنگ میں چلے جانے پر اکساتی ہے وہ نفع کا یقین اور مستقبل میں کسی فائدہ کی توقع ہے اور یہی وہ محور ہے جس کے گرد زندگی کی چکی گھومتی ہے۔

لیکن اس یقین کے سوا ایک یقین اور ہے جو اپنی انقلاب آفرینی اور قوت و تاثیر میں اس یقین سے کہیں بڑھ کر ہے جس کی مثالیں اوپر پیش کی گئی ہیں یہ ان منافع کے حصول کا یقین ہے جس کی خبر انبیاء کرام اس دنیا میں لے کر آئے اور وحی اور تمام آسمانی صحیفوں نے اس کی تصدیق اور تلقین کی، اس کو ہم خدا کی خوشنودی اور دنیا و آخرت میں اعمال کے بدلے سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ابن آدم کا ہر عمل کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے اور نیکی دس گنا سے لے کر سات سو تک بڑھا دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سوائے روزہ کے اس لئے کہ بیشک وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، میری خاطر اپنا کھانا اور اپنی خواہش نفس سب چھوڑ دیتا ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور بیشک روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی اور پاکیزہ ہے"[۵]

سہل بن سعدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام "ریان" ہے اس کے لئے صرف روزہ دار بلائے جائیں گے، جو روزہ داروں میں سے ہوگا وہی اس میں داخل ہوگا اور جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا"[۶]

روزہ کی روح اور اس کی حقیقت

رمضان کی اجتماعی نوعیت اور معاشرہ میں اس کے رواج و عمومیت کی وجہ سے اس کا پورا اندیشہ تھا کہ عادت اور تقلید اور رسم و رواج کا عنصر اس پر رفتہ رفتہ غالب آجائے گا، اور بہت سے لوگ محض اپنی سوسائٹی اور ماحول کا ساتھ دینے اور طنز و ملامت سے بچنے کے لیے اور اس ڈر سے کہ ان پر انگلیاں نہ اٹھائی جائیں، روزہ رکھنے پر مجبور ہوں گے، ایمان اور نیت روزہ کی اہمیت اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی قیمت کے یقین اور استحضار سے ان کے دل خالی ہوں گے، بہت سے لوگ مادی اغراض و مقاصد یا طبی اور ظاہری فوائد کے حصول کے لیے روزہ رکھنے لگیں اور اس طرح اس کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے گا؛

نبوت کی دوررس نگاہ نے ان کی کمزوری کا علاج اور اس فتنہ کا سدباب سب سے پہلے کیا، اور یہ شرط لگا دی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف وہ روزہ مقبول ہے جو ایمان و احتساب کے جذبہ کے ساتھ رکھا جائے، حدیث نبوی ہے "من صام رمضان ایمانًا واحتسابًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ"[۷]

شریعت اسلامی نے روزہ کی ہیئت اور ظاہری شکل پر اکتفا نہیں کی بلکہ اس کی حقیقت اور اس کی روح کی طرف بھی پوری توجہ دی ہے، اس نے صرف کھانے پینے اور جنسی تعلقات ہی کو حرام نہیں کیا بلکہ ہر اس چیز کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے، جو روزہ کے مقاصد کے منافی اور اس کی حکمتوں اور روحانی و اخلاقی فوائد کے لیے مضر ہے، اس نے روزہ کو ادب و تقویٰ، دل اور زبان کی عفت و طہارت کے حصار میں گھیر دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو نہ بدکلامی اور فضول گوئی کرے نہ شور و شر کرے، اگر کوئی اس کو گالی دے اور لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں، یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے"[۸] وہ روزہ جو تقویٰ اور عفاف کی روح سے خالی اور محروم ہو وہ ایک ایسی صورت ہے جس کی حقیقت نہیں، ایسا جسم ہے جس کی روح نہیں، حدیث میں آتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ "کتنے روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزہ سے سوائے پیاس کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا اور کتنے ایسے عبادت گزار ہیں جن کو اپنے قیام میں شب بیداری کے سوا کچھ نہیں ملتا"[۹]

حضرت ابو عبیدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالا جائے"[۱۰]

اسلامی روزہ صرف سلبی امور و احکام کا نام نہیں جس میں صرف کھانے پینے، بنیت، چٹخارہ، لڑائی، جھگڑے اور گالی گلوچ کی ممانعت ہو، وہ بہت سے ایجابی امور و احکام کا بھی مجموعہ ہے، یہ عبادت و تلاوت، ذکر و تسبیح، ہمدردی و خیر خواہی، اور غرباء پروری کا زمانہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اس میں جو کسی ایک خصلت اور ایک عمل سے خدا کا تقرب حاصل کرنا چاہے گا۔ وہ دوسرے دنوں کے ادائیگی فرض کے برابر سمجھا جائے گا۔ اور جو اس میں فرض ادا کرے گا وہ اس کی طرح ہوگا جو غیر دنوں میں ستر فرض ادا کرے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور غمخواری کا مہینہ ہے"[۱۱]

زید بن خالد الجہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو روزہ دار کو افطار کرائے اس کو روزہ دار کے برابر اجر ملے گا۔ اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائے گی"[۱۲]

نماز تراویح اور اس کا اہتمام

اللہ تعالیٰ نے اس امت میں تراویح کی حفاظت اور اس کے اہتمام کا جذبہ بھی پیدا فرمایا ہے، تراویح کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور آپؐ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر عمل پیرا رہے اور اس امت نے مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں اس کی پوری پوری حفاظت کی یہاں تک کہ تراویح کی یہ نماز جمہور اہل سنت اور صالحین امت کی علامت بن گئی اس کے علاوہ اس سے حفظ قرآن میں بھی بڑی مدد ملی[۱۳] اور اس کو بہت رواج اور عمومیت حاصل ہو گئی، نہ جانے کتنے سینوں میں وہ محفوظ ہو گیا، مزید برآں اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے عامۃ الناس کے ایک بہت بڑے طبقہ کو محض تراویح کے ذریعہ قیام لیل اور عبادت کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

(ان اعمال خیر نے) رمضان کو عبادت کا جشن عام

تلاوت کا موسم اور ابرار و متقین اور عباد و صالحین کے حق میں فصل بہار بنا دیا ہے۔ اس میں اس امت کا دینی جذبہ، دین کا احترام اور عبادت کا شوق پوری طرح جلوہ گر ہو کر سامنے آجاتا ہے[۱۶]" اور اس کی توبہ و انابت، قلوب کی نرمی، خدا کی طرف رجوع احساس ندامت اور کار خیر میں جذبۂ مسابقت، اس نقطۂ عروج پر ہوتا ہے جس کے عشر عشیر تک دنیا کی کوئی قوم اور انسانوں کا کوئی گروہ نہیں پہونچ سکتا۔ "ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ"

---

[۱] مدینہ میں انصار کی معاشی حالت بہت اچھی تھی۔ ان میں سے اکثر باغات اور کھیتوں کے مالک تھے اور مال و دولت رکھتے تھے۔ مہاجرین بھی یہاں آکر تجارت میں مشغول ہوئے اور اس کے نتیجے میں ان کے یہاں بھی خوشحالی پیدا ہو گئی۔

[۲] زاد المعاد۔ ج ۱ ص ۱۵۲ [۳] سورۂ ملک ۔ ۱۴

[۴] حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ کسی اور مہینہ کی تعیین ہونا ہی تھی۔ تو اس کے لیے اس مہینہ سے بہتر کوئی مہینہ نہ تھا جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ ملت مصطفوی کی بنیاد مستحکم ہوئی مزید برآں یہ کہ شب قدر کا امکان بھی زیادہ تر اسی مہینہ میں ہے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۳۷) [۵] متفق علیہ۔

[۶] مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۸ [۷] مکتوبات امام ربانی ص ۴۵

[۸] صحاح ستہ، [۹] شیخین، [۱۰] متفق علیہ،

[۱۱] متفق علیہ، [۱۲] بخاری ابوداؤد، ترمذی، [۱۳] نسائی، اوسط، میں اضافہ ہے کہ سوال کیا گیا کہ کس چیز سے پھاڑ ڈالے ارشاد ہوا جھوٹ یا غیبت سے، [۱۴] یہ روایت ایک طویل حدیث کے ساتھ سلمان فارسی سے مروی ہے (بیہقی شعب الایمان)

[۱۵] ترمذی شریف۔

[۱۶] اس سلسلہ میں بعض ان ممالک کے ساتھ جو مرکز اسلام سے بہت دور تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل رہا چنانچہ ہندوستان و پاکستان میں تراویح اور ختم قرآن کا جتنا اہتمام ہے اور عوام و خواص سب اس کے گرویدہ ہیں یہ بات اس درجہ میں کسی اور ملک میں نہیں ملتی

یہاں محلہ کی چھوٹی چھوٹی مسجدوں میں بھی تراویح کا اہتمام کیا جاتا ہے اور کم از کم ایک ختم قرآن ضرور ہوتا ہے۔ بڑی اور خاص مساجد میں کئی کئی ختم ہوتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سنت کے التزام کی وجہ سے حفاظ کی تعداد میں بہت نمایاں اضافہ ہوا اور رمضان کی خاطر پورے سال قرآن مجید کے دور کا معمول بن گیا، اور ایسے ایسے حفاظ پیدا ہوئے جو حیرت انگیز کمالات رکھتے تھے۔ اور حفظ قرآن کے شعبہ میں غیر معمولی اور ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ (اور اب بھی ایسے حفاظ قرآن موجود ہیں)

[۱۷] رمضان میں زیادہ سے زیادہ عبادت تقرب الی اللہ خیر کے کاموں میں مسابقت، تلاوت اور ختم قرآن کا اہتمام ایسی میراث تھی جو مسلسل اور تواتر کے ساتھ ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہی اور اللہ کے خوش نصیب بندوں نے اس میں ایسے ایسے مراتب اور کمالات حاصل کئے جن پر آسانی کے ساتھ یقین کرنا مشکل ہے اور جس کی تاویل اہل ایمان اور اہل یقین کی عزیمت اور طاقتور روحانیت کے سوا کسی چیز سے نہیں کی جا سکتی ہم نے ان علماء ربانیین اور مشائخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جن کا معمول روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرنے کا تھا ان کی تقریباً پوری رات شب بیداری اور قیام میں گذرتی تھی خوراک اس قدر کم ہو جاتی تھی کہ حیرت ہوتی تھی کہ اس قدر کم کھانے کے باوجود اس قدر نشاط اور مجاہدہ کیسے ممکن ہے، یہ مشائخ اس ماہ صیام کی ایک ایک سانس اور ایک ایک لمحہ کو غنیمت جانتے تھے اور اس کو کسی اور چیز میں ضائع کرنا پسند نہ کرتے تھے ان کو دیکھ کر رمضان کی اہمیت کا اندازہ ہوتا تھا اور زندگی کی قیمت کا بھی اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ میں آجاتا تھا کہ متقدمین کے زہد و عبادت، قوت ارادی اور علو ہمت کے جو محیر العقول واقعات تاریخ میں منقول ہیں وہ یقیناً سچے ہوں گے۔

کانپور کے قارئین تعمیر حیات سے گذارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلے میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلے میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔
حافظ اسرار الٰہی صاحب۔ پرفیومرس
۲۲۳/۴۳ مسٹن روڈ کانپور، فون نمبر ۳۶۱۵۲۲

دل کی گہرائیوں میں اتر جانے والا
مٹھاس کی دنیا میں ایک ہی نام
طہورا سوئیٹس
جہاں کی مٹھائیاں ہر دل کو بھا رہی ہیں
اسپیشل مٹھائیاں
• افلاطون • نان خطائیاں • ڈرائی فروٹ برفی
• انجیر برفی • اخروٹ برفی • ملائی برفی
• ملائی مینگو • پائناپل حلوہ • دودھی حلوہ
• گلاب جامن نیز قسم قسم کے لڈو اور مختلف قسم کی مٹھائیاں۔
۲۲۵/۴۵، بلاسس روڈ، ناگپاڑہ جنکشن، بمبئی ۸
فون نمبر:- ۳۰۸۴۷۷۳ - ۳۰۹۱۳۱۸

بقیہ:- مطالعہ کی میز پر

بہت مفید ہے کاش کہ اس سے فائدہ بھی اٹھایا جاتا۔ مولانا محمد قمر الزماں صاحب کا موضوع ہی اصلاحی و تربیتی کتابوں کو پیش کرنا ہے لہٰذا انھوں نے اس مفید کتاب کی بھی تلخیص کا کام کر کے بڑا مفید کام انجام دیا ہے اور قابل مبارکباد ہیں امید ہے کہ کتاب توجہ سے پڑھی جائے گی۔

قرآنی حقائق کا اعتراف
غیر مسلموں کی زبان سے

مولانا حسین احمد مدنیؒ

سر ولیم میور اپنی کتاب "لائف آف محمد" میں لکھتا ہے:-

"جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو (قرآن مجید) کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔"

ڈاکٹر موریس فرانسیسی مصنف لکھتا ہے:-

"قرآن اپنی تعلیم کی خوبیوں کے لحاظ سے تمام دنیا کی مذہبی کتابوں سے افضل ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت ازلی عنایات نے جو کتابیں دیں ان سب میں قرآن بہترین کتاب ہے۔"

ڈاکٹر ماریس کہتا ہے:-

"قرآن نے دنیا پر وہ اثر ڈالا جس سے بہتر ممکن نہ تھا۔" (تنقید الکلام مصنفہ سید امیر علی)

ڈاکٹر اسٹین گاس اپنی ڈکشنری میں کہتا ہے:-

"قرآن کی خاص خوبی اس کی ہمہ گیر صداقت میں مضمر ہے۔"

جارج سیل (مشہور مترجم قرآن) کہتا ہے:-

"قرآن جیسی معجز کتاب انسانی قلم نہیں لکھ سکتا۔ یہ وہ مستقل معجزہ ہے جو مردوں کو زندہ کرنے کے معجزہ سے بلند تر ہے۔"

پادری والریسن بی۔ ڈی (پینٹسبرگ کے گرجے میں امن عالم کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے) کہتا ہے:-

"مسلمانوں کا مذہب جو قرآن کا مذہب ہے ایک امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔"

گاڈ فری لگنس کہتا ہے:-

"قرآن کمزوروں اور غریبوں کا غم خوار ہے اور ناانصافی کی جابجا مذمت کرتا ہے۔"

ڈاکٹر کینن آتزک ٹیلر (کلیسائی انگلستان کے صدر نشین کی حیثیت سے ۱۸۷۷ء میں تقریر کرتے ہوئے) کہتا ہے:-

"اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تہذیب و تمدن کا علمبردار ہے۔"

نیر الیست (لندن کا مشہور اخبار) لکھتا ہے:-

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ارشاد (قرآن) کی قدر و قیمت اور عظمت و فضیلت کو اگر ہم تسلیم نہ کریں تو ہم فی الحقیقت عقل و دانش سے بیگانہ ہیں۔"

مسٹر جان ڈیوڈ پورٹ اپنی کتاب اپالوجی فار محمد میں اینڈ دی قرآن میں لکھتا ہے (معجزہ قرآن مجید) ص ۱۶۳

"منجملہ بہت سی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کے جو قرآن کے لئے واجب طور پر باعث فخر و ناز ہو سکتی ہے دو خوبیاں نہایت واضح ہیں۔ یعنی اول تو اس کا وہ مودبانہ ہیبت و رعب سے بھرا ہوا طرز بیان جو ہر اس مقام پر جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر یا اس کی ذات کی طرف اشارہ ہے اختیار کیا گیا ہے اور جس میں خداوند عالم کی ذات سے ان جذبات اور اخلاقی نقائص کو منسوب نہیں کیا گیا جو انسان میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرے اس کا ان تمام خیالات و الفاظ اور قصوں سے مبرا ہونا جو فحش اور خلاف اخلاق اور غیر مہذب ہوں۔ حالانکہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ عیب توریت وغیرہ کتب مقدسہ یہود میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور فی الحقیقت قرآن ان سخت عیوب سے ایسا مبرا ہے کہ اس میں خفیف سے خفیف ترمیم کی بھی ضرورت نہیں۔ اول و آخر تک اسے پڑھ لیا جائے تو اس میں کوئی بھی ایسا لفظ نہ پاؤ گے جو پڑھنے والے کے چہرہ میں شرم و حیا پیدا کرے۔ قرآن میں ذات باری کی تعریف نہایت مشرع اور صاف ہے اور جو مذہب اس نے ان خوبیوں کے ساتھ قائم کیا ہے وہ وحدانیت الٰہی کا نہایت پختہ اور شدید یقین ہے اور بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو فلسفیانہ طور پر صرف ایسا مسبب الاسباب مان لیا جائے جو اس عالم کو اپنے مقررہ قوانین پر چلا کر خود ایسی شان و عظمت کے ساتھ الگ ہے کہ اس تک کوئی شئے نہیں پہونچ سکتی۔ قرآن کی رو سے وہ ہر وقت حاضر و ناظر ہے اور اس کی قدرت کاملہ ہمیشہ اس عالم میں عامل اور متصرف ہے۔ علاوہ ازیں اسلام ایسا مذہب ہے جس کے اصول میں کوئی امر متنازعہ فیہ نہیں اور چونکہ اس میں کوئی ایسا معمہ نہیں جو سمجھ میں نہ آئے اور زبردستی قبول کرنا پڑے اور اس لئے وہ لوگوں کے خیالات کو ایک ہی سیدھی سادی اور ایسی پرستش پر قائم رکھتا ہے جو تغیر پذیر نہیں ہے۔ حالانکہ تیز و تند اور اندھا دھند جوش مذہبی نے پیروان اسلام کو اکثر اوقات آپے سے باہر کر دیا ہے۔"

"سب سے آخر یہ بات ہے کہ اسلام مذہب ہے کہ جس سے ولیوں شہیدوں اور تبرکات اور تصویروں کی پرستش اور ناقابل فہم باتیں اور حکیمانہ باریکیاں اور راہبوں کی تجرید اور تعذیب نفس بالکل خارج کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ اسلام میں ایسے ثبوت موجود ہیں جن پر خیال کرنے

سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بانی نے ماہیت اشیاء اور اس زمانہ کی قوموں کی حالت اور نیز اس امر پر کہ مسائل مذہبی عقل سے کیونکر مطابق ہو سکتے ہیں۔ ایک طویل اور عمیق غور کے بعد اپنے مذہب کی بنا ڈالی ہے اور اس وجہ سے یہ کچھ محل تعجب نہیں ہے کہ اسلامی طور کی پرستش اہل کعبہ کی بت پرستی اور صابئین کی پرستش اجرام فلکی اور زردشتیوں کی آتش پرستی پر غالب آ گئی۔"

چیمبرز انسائیکلوپیڈیا کا مقالہ نگار مذہب اسلام کے متعلق لکھتا ہے۔ (معجزہ قرآن مجید ۱۲۷)

"مذہب اسلام کا وہ حصہ جس میں بہت تغیر و تبدل ہوا ہے (بلکہ نہیں ہوا ہے۔ مقرر) اور جس سے اس کے بانی کی طبیعت صاف صاف معلوم ہوتی ہے اس مذہب کا نہایت کامل اور روشن حصہ ہے اس سے ہماری مراد قرآن کے علم اخلاق سے ہے۔ ناانصافی، کذب، غرور، انتقام، غیبت، استہزاء، طمع، فضول خرچی، عیاشی، خیانت اور بدگمانی نہایت قابل ملامت قرار دی گئی ہیں اور ان کو قبیح اور بے دینی بتایا ہے بمقابلہ ان کے خیر اندیشی، فیض رسانی، پاکدامنی، حیا، تحمل صبر، کفایت شعاری، سچائی، راست بازی، عالی ہمتی، صلح پسندی اور سچی محبت اور رب سے بڑھ کر توکل بخدا اور انقیاد امر الٰہی کو حقیقی ایمان داری کی اصل بنیاد اور مومن صادق کا اصلی نشان قرار دیا ہے۔

ماخوذ از:۔ ماہنامہ "حق چار یار" لاہور مئی ۱۹۶۸ء

آئندہ شمارہ

۲۵ جنوری اور ۱۰ فروری ۱۹۹۷ء کا شمارہ ۶ اور ۷ مشترکہ شائع ہوگا جس کی قیمت دس روپے ہوگی۔

چھلکتا ہے رحمت کا جام اللہ اللہ

قمر رام نگری

تری شان ماہِ صیام اللہ اللہ
فضیلت ہے قرآن میں تیری آئی
گھٹا رحمتوں کی برستی ہے پیہم!
شریعت پہ گویا بہار آگئی ہے
ملائک فلک سے چلے آ رہے ہیں
کھلے ہیں درِ خلد، ہے سرد دوزخ
اسی ماہ اقدس میں نازل ہوا ہے
جو ہیں تشنہ لب پیاس اپنی بجھالیں
دلوں کی ہیں تسکیں کے سامان کیا کیا
ہر اک سمت نیکی ہر اک سمت تقویٰ
یہ پیاس اور یہ بھوک کی ساری کلفت
فرشتوں کو بھی ہے میسر کہاں کب؟
مسلماں کا ہے جو مقام اللہ اللہ!

مہینوں کا ہے تو امام اللہ اللہ،
ہے واجب ترا احترام اللہ اللہ
شب و روز اور صبح و شام اللہ اللہ
عبادات کا اہتمام اللہ اللہ
لئے مغفرت کا پیام اللہ اللہ
یہ برکات ماہِ صیام اللہ اللہ
یہ قرآں، خدا کا کلام اللہ اللہ
چھلکتا ہے رحمت کا جام اللہ اللہ
سحر دم درود و سلام اللہ اللہ
یہ رحمت یہ فیضانِ عام اللہ اللہ
بنائے گی محشر میں کام اللہ اللہ

ادارہ

(بقیہ)

اور سب سے بڑا بوجھ اپنے نفس کی سیاست ہے، بڑا کام یہ ہے کہ اس کو اس کے مرغوبات سے روکا جائے، اور جن چیزوں سے اس کو رغبت نہیں ان پر اس کو قائم رکھا جائے، میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ صبر کے راستہ کو تسلی اور اور نفس کی جائز دلداری کی مدد سے قطع کیا جائے، جیسا کہ عربی شاعر نے کہا ہے "رات بھر چلنے سے سوار یا تھک جائیں، اور فریاد کریں تو صبح کی امید دلاؤ، اور دن چڑھے آرام کرنے کا وعدہ کر لو۔"

ہم بھی جب اپنے نفس کو ذکر و تلاوت میں مشغول کر کے اللہ کے وعدوں کو دھیان میں جما کر کے اس مبارک مہینہ کو گذاریں گے تو روزہ ہم پر آسان ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک مہینہ کو اس کے جملہ حقوق کے ساتھ گزارنے کی توفیق بخشے اور اس کی قوت و طاقت دے۔ آمین۔

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہترین سائز۔
NOTE BOOK
حرمین
اردو کاپی
ملنے کا پتہ:۔
مکتبہ الحرمین مسجد مرکزوالی ڈاکٹر بی این ورما روڈ
امین آباد لکھنؤ۔
مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرا کے رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ صبح ۹ بجے سے رات ۸ بجے تک
فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶

بارانِ رحمت کے شب و روز

در تری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے

علامہ سید سلیمان ندوی

قیام رمضان:۔

کیا عجیب و جوش محویت ہے، جب مسلمان دن بھر کی بھوک اور پیاس کے بعد رات کو خدا کی یاد کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اللہ اللہ! وہ تکلیف جو راحت طلبی کا باعث ہو معتکف حرار بھی اسی طرح خدا کی یاد کے لئے رات بھر کھڑا رہتا تھا، یہاں تک کہ اس کے پاؤں میں ورم آجاتا تھا، کہ خدا کی ہدایت کا شکریہ بجالائے۔

پس شب کو جب عالم سنسان ہے، اور دنیا کا ذرہ ذرہ خاموش اور محو خواب شیریں ہے، آؤ شیفتگان سنت محمدیہ! کہ ماہ مقدس آیا ہم اپنے بستروں کو خالی کریں، خدا کی تقدیس میں مشغول ہوں اور اس کی حمد و ثنا کریں، جس نے اس ظلمت کدۂ عالم میں صرف ہم کو ایک ایسا چراغ دیا جس سے ہمارے قلوب منور ہو گئے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِی لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ.

ترجمہ:۔ تقدیس ہو حکومت و شہنشاہی والے کی تقدیس ہو عزت و عظمت ہیبت، قدرت، کبریائی اور تجبر و دبدبہ والے کی، تقدیس ہو اس زندہ بادشاہ کی جو نہ کبھی سوتا ہے، اور نہ کبھی مرتا ہے، پاک، قدوس ہمارا آقا، اور تمام فرشتوں اور روحوں کا آقا۔

اعتکاف:۔

مسلمان ان ایام میں مساجد کے گوشوں میں عزلت نشین (معتکف) ہوتے ہیں، کہ غار حرار کا گوشہ نشین بھی ان دنوں عزلت نشین تھا۔ مسلمان ایام اعتکاف میں اس متکلم ازلی کے سوا جو ان راتوں میں معتکف حرار سے گویا ہوا تھا کسی سے نہیں بولتے کہ ایسا ہی اس نے بھی کیا تھا، جس کے منہ میں اس متکلم ازلی نے اپنی بولی ڈالی، جب وہ حرار کے ایک گوشہ میں سر بہ زانو معتکف تھا، پس ہر مسلم آبادی میں چند نفوس سلم کے لیے ضروری ہے کہ اواخر عشرۂ رمضان میں مسجد کے ایک گوشہ میں شب و روز محویت اتباع نبوی، تلاوت کتاب عزیز، تفکر خلق سماوات و ارض، ذکر نعم الٰہی، تذکرہ لقائے رحمٰنی اور تحیت و تسلیم و ادائے صلوٰت میں اس طرح بسر کریں، کہ ان اوقات محدودہ کا کوئی لمحہ تذکرہ و تفکر سے خالی نہ ہو، تاکہ ان اشخاص مقدسہ کا جلوہ اس کی آنکھوں میں پھر جائے۔

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ (آل عمران)

جو ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے خدا کو یاد کرتے ہیں،

الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا. (سجدہ)

وہ جو قرآن کی آیتیں جب ان کو یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور خضوع و خشوع کے ساتھ اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے ہیں، ان کے پہلو راتوں کو بستر سے الگ رہتے ہیں اور وہ امید و بیم کے ساتھ خدا سے دعائیں کرتے ہیں۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ

جن کو خرید و فروخت وغیرہ دنیاوی اشغال ذکر خدا سے غافل نہیں کرتے (سورۂ نور)

اسماعیل و ابراہیم (علیہما السلام) کی سب سے پہلی مسجد جن اغراض کے لیے تعمیر ہوئی تھی، ان میں ایک غرض یہ بھی تھی کہ وہ عزلت گزینان عبادت گذار کا مسکن ہو۔

وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (سورۂ بقرہ)

ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل سے عہد لیا کہ وہ میرے گھر کا طواف، اعتکاف، رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھیں۔

پس اے فرزندان اسمٰعیل و ابراہیم، اپنے باپ کے عہد کو یاد کرو، اور جس گھر کو رکوع و سجود کے لیے پاک رکھتے ہو، اسے اعتکاف کے لیے بھی پاک رکھو کہ تمہارے باپ اسمٰعیل و ابراہیم کا عہد خداوند کے حضور جھوٹا نہ ہو۔

شب قدر:۔

وہ کون سی شب مبارک تھی،

جس میں خدا کا کلام روح پرور ایک انسان کے منہ میں ڈالا گیا، وہ لیلۃ القدر یعنی عزت و حرمت کی رات تھی، بیشک وہ عزت و حرمت کی رات تھی، وہ رات جو ہزار مہینہ سے بہتر تھی، کہ اس میں خداوند گویا ہوا، وہ فرشتوں کی آمد کی رات تھی، کہ آسمان کی باتیں زمین والوں کو سنائیں، وہ امن وسلامتی کی رات تھی، کہ اس میں دنیا کے لیے امن وسلامتی کا پیغام اترا۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ (القدر)

ہم نے قرآن کو عزت و حرمت والی رات میں نازل کیا اور وہاں تمہیں کس نے بتایا کہ عزت و حرمت والی رات کیا ہے؟ وہ رات جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے جس میں ارواحِ مقدسہ اور فرشتے حکم خدا سے احکام لے کر نازل ہوتے ہیں اور رات میں طلوع صبح تک سلامتی ہے

وہ شب کیا عجیب شب تھی، دنیا عصیان وناحق شناسی کی تاریکی میں مبتلا تھی، دیویا طلسم کا تمام عالم پر استیلا تھا۔ توحید کا چہرۂ نورانی کفر و شرک کی ظلمت میں محجوب تھا، نیکیاں بدیوں سے شکست کھا چکی تھیں دنیا کی تمام متمدن اور زبردست قومیں قوت الٰہی سے بغاوت کا اعلان کر چکی تھیں، ایک نحیف وضعیف قوم بحر احمر کے کنارے کے ریگستانوں پر غفلت و جہالت کے بستروں پر پڑی سو رہی تھی، لیکن اس ظلمت کدۂ عالم میں صرف ایک گوشہ تھا جو روشن تھا، وہ گوشہ غار حرا کا گوشہ تھا، اس بغاوت وطغیان عالم میں ایک شے تھی جو قوتِ الٰہی کے آگے اطاعت وتسلیم کے ساتھ سربسجود تھی، وہ عزلت نشینِ حرا کی جبینِ مبارک تھی،

اور ایک ہی قلب تھا جو بیدار تھا، اور وہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا قلب اقدس تھا۔

یہ کیا عجیب وغریب شب تھی جب کہ قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا، جب جبارۂ عالم کی تنبیہ وتادیب کے لیے ایک نحیف وضعیف قوم کا انتخاب ہو رہا تھا جب نیکیوں کا لشکر دوبارہ مقابلہ کے لیے آراستہ کیا جا رہا تھا اور اس کے سرعسکری کے لیے وہ وجود اقدس منتخب ہو رہا تھا، جو حرا کے غیر مصنوع حجرہ میں بیدار اور سربسجود تھا، اور رحمت کے محافظ فرشتے اس کے گرد صف بستہ تھے۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (سورۂ دخان)

ہم نے اس کتاب مبین کو ایک مبارک شب میں اتارا کہ ہمیں انسانوں کو ڈرانا تھا، وہ مبارک شب جس میں پُر از حکمت امور کا ہمارے حکم سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ انسانوں کے پاس اپنی رحمت سے ایک رہنما بھیجنا تھا، کیونکہ ہم پکارنے والوں کی دعائیں سنتے ہیں اور دنیا کے ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہیں۔

پس یہ وہ شب ہے جس میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہو، یہ وہ شب ہے جس میں برکات ربانی کی ہم پر سب سے پہلی بارش ہوئی، یہ وہ شب ہے جب اس سینہ میں جو خزینۂ نبوت تھا۔ کلام الٰہی کے اسرار سب سے پہلے منکشف ہوئے اور آسمانی رحمتوں نے زمین میں نزول کیا، پس ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس لیلۃ مبارکہ میں رحمتوں کا طالب ہو۔ اور اس رحمان ورحیم ہستی کے آگے سرنیاز خم کرے، جبین پُر معاصی کو زمین پدر عجز وفاکساری سے رکھے اور بصد خضوع وخشوع، دستِ تضرع دراز کرے، کہ خدایا۔

اٰمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔ (بقرہ)

رسول جو کچھ اس پر نازل ہوا اس پر ایمان لایا اور اور اہل ایمان بھی، ایمان لائے، سب خدا پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اور پکار اٹھے اے پروردگار! تیری باتیں سنیں، تیری اطاعت کا عہد کیا۔ اب تیری مغفرت کے طالب ہیں اور تو ہی ہمارا مرجع ہے، کسی کو تو اس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیتا اور خیر وشر سب انسان کی کمائی ہے پس اے پروردگار! اگر ہم سے بھول ہو یا کوئی خطا ہو تو مواخذہ نہ کر، پروردگار! ہم سے پہلوں کی طرح ہم کو گرانبار نہ بنا، پروردگار! ہماری طاقت سے زیادہ ہم کو بوجھ نہ دے، ہمیں معاف کر، ہمارے گناہ بخش، ہم پر اے ہمارے آقا! رحم فرما، اور کفار پر ہمیں غلبہ نصیب کر۔

(ماخوذ از مقالات سلیمانؒ)

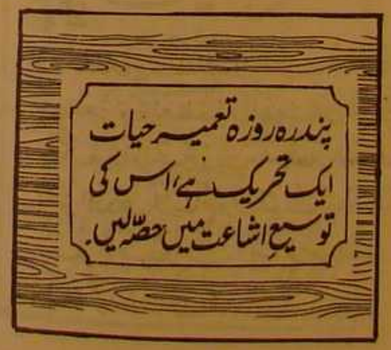

گوشۂ خواتین

عہد رسالت میں خواتینِ اسلام کی تعلیم

قاضی اطہر مبارک پوری

عہد رسالت میں عورتوں کی دینی تعلیم کا باقاعدہ انتظام تھا وہ مردوں کی طرح درس گاہِ نبوی میں حاضر نہیں ہوتی تھیں مگر مختلف طریقوں سے تعلیم حاصل کرتی تھیں، قرآن کی تعلیم خاص طور سے صحابہؓ اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں کو دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دین کے اٹھ جانے کی بات کی تو ایک صحابی حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ:

"کیف یختلس منا وقد قرأنا القرآن فواللہ لنقرأنہ ولنقرأنہ نساءنا و أبناءنا۔"[1]

علم دین کیسے ختم ہو جائے گا؟ ہم نے قرآن پڑھا ہے خدا کی قسم اس کو ہم پڑھتے رہیں گے اور ہماری عورتیں اور ہمارے لڑکے اس کو پڑھتے رہیں گے۔

صحابیات کے خصوصی اجتماع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا کر تعلیم وتلقین اور وعظ فرمایا کرتے تھے، امام بخاریؒ نے الجامع الصحیح کی کتاب العلم میں "باب ھل یجعل للنساء یوما علی حدۃ فی العلم" کا مستقل عنوان قائم کیا ہے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ:

"قالت النساء للنبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدھن یوما لقیھن فیہ فوعظھن وامرھن، قال لھن ما منکن امرأۃ ثلاثۃ من ولدھا الا کان لھا حجابا من النار، فقالت امرأۃ واثنین فقال واثنین۔"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں نے کہا کہ آپ کی تعلیم کے بارے میں مرد ہم عورتوں پر غالب ہیں، اس لئے آپ خود ہمارے لئے ایک دن مقرر فرمائیں اس پر آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا، جس میں ان کو وعظ سنایا اور دینی باتوں کا حکم دیا، اسی سلسلہ میں آپ نے ان سے کہا کہ جس عورت کے تین بچے فوت ہو گئے ہوں وہ اس کے لئے نار جہنم سے پردہ ہوں گے، یہ سن کر ایک عورت نے سوال کیا کہ اور جس کے دو بچے فوت ہوئے ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ دو بھی۔

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا بڑی عاقلہ فاضلہ اور دین دار صحابیہ تھیں، ان کو صحابیات نے اپنا ترجمان اور نمائندہ بنا کر خدمت نبویؐ میں بھیجا، انھوں نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں مسلمانوں کی بیویوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں، وہ کہتی ہیں ــــ اور میں بھی کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں کی طرف مبعوث کیا ہے، ہم عورتیں آپ پر ایمان لائیں، اور آپ کی اتباع کی، ہم پردہ نشین، گھروں میں رہنے والی ہیں، مردوں کی ہر خواہش پوری کرتی ہیں، ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں اور مرد نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، جنازہ اور جہاد میں شرکت کرتے ہیں اس وجہ سے فضیلت اور ثواب پاتے ہیں، جب وہ جہاد میں جاتے ہیں تو ہم ان کے مال واولاد کی حفاظت وپرورش کرتی ہیں... یارسول اللہ! کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجر وثواب میں مردوں کے شریک ہو سکتی ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسماءؓ بنت یزید کی دل پذیر تقریر سن کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا کہ اسماءؓ بنت یزید سے پہلے تم لوگوں نے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کسی عورت سے سنا تھا؟ صحابہؓ نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اسماءؓ جاؤ ان عورتوں کو بتادو کہ:

"ان حسن تبعل احداکن لزوجھا و طلبھا لمرضاتہ واتباعھا موافقتہ تعدل کل ما ذکرت للرجال۔"

تم میں سے کسی عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک، اس کی رضا جوئی اور اس کے مزاج کے مطابق اتباع ان تمام باتوں کے برابر ہے جن کا ذکر تم نے مردوں کے متعلق کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر اسماءؓ خوشی کے ساتھ تہلیل وتکبیر کہتی ہوئی چلی گئیں اور عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنائی۔[3]

ان واقعات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ صحابیاتؓ میں علم دین حاصل کرنے کا کس قدر اہتمام تھا وہ اس کے لئے اجتماعی طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کرتی تھیں اور آپ ان کو تعلیم دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوقات وعظ وتلقین کے ذریعہ عورتوں کو تعلیم دیتے تھے، ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر عورتوں

---

[1] ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی ذہاب العلم۔ [2] صحیح بخاری، کتاب العلم، باب ہل یجعل للنساء یوما علی حدۃ فی العلم۔ [3] الاستیعاب ج ۴ ص ۳۶۶

کے مجمع میں تشریف لے گئے، ان کو وعظ سنا کر صدقہ کرنے کی ترغیب دی اور عورتیں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں دینے لگیں اور حضرت بلال رضؓ ان کو اپنے دامن میں رکھنے لگے یہ حضرت عائشہ رضؓ اور دیگر صحابیات کو جس بات میں شک و شبہ ہوتا تھا اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلومات حاصل کیا کرتی تھیں، نیز صحابیات، حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت ام سلمہ رضؓ کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل اور دین کی باتیں معلوم کرتی تھیں۔ سن رسیدہ اور رشتہ کی عورتیں براہ راست آپؐ سے مراجعت کرتی تھیں۔

صحابہؓ کی طرح صحابیاتؓ میں بھی محدثہ، فقیہہ، عالمہ، فاضلہ، مفتیہ، کاتبہ تھیں، ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ فقیہۃ الامت تھیں، ام المومنین ام سلمہ رضؓ بھی فقیہہ و مفتیہ تھیں، حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضؓ حضرت ام سلمہ رضؓ کی لڑکی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردہ تھیں، ان کے بارے میں لکھا ہے۔

"کانت من أفقه نساء اهل زمانها"

وہ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے بڑی فقیہہ تھیں۔

ابو رافع تابعی کا قول ہے کہ میں مدینہ میں کسی عورت کو فقیہہ سمجھتا ہوں تو زینب بنت ابوسلمہ رضؓ کو یہ حضرت ام الدرداء الکبریٰ نہایت عاقلہ، فاضلہ، عابدہ اور واسعۃ العلم فقیہہ صحابیہ تھیں۔[1]

حضرت سودہ بنت قارظ رضؓ نماز میں عورتوں کی امامت کرتی تھیں، حضرت سمرہ بنت نہیک اسدیہؓ کے حال میں لکھا ہے:۔

"عمرت وكانت تمر في الاسواق وتأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر وتضرب الناس بسوط كان معها"[2]

انھوں نے بڑی عمر پائی تھی، بازاروں میں جاکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی تھیں اور اپنے کوڑے سے لوگوں کو مارتی تھیں۔

بہت سی صحابیات لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔

امہات المومنین میں حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت ام سلمہ رضؓ پڑھنا جانتی تھیں اور حضرت حفصہ رضؓ لکھنا پڑھنا دونوں جانتی تھیں، حضرت شفاء بنت عبداللہ عدویہ رضؓ لکھنا جانتی تھیں۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم نے جس طرح حفصہ رضؓ کو نملہ (پھوڑے) کا رقیہ سکھایا ہے، کتابت بھی سکھا دو، حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضؓ اور حضرت کریمہ بنت مقداد رضؓ لکھنا جانتی تھیں۔[3] علمائے صحابہ کی طرح عالمات صحابیات نے اپنا حلقۂ درس و تدریس باقاعدہ قائم نہیں کیا مگر ان سے احادیث کی روایت کی گئی۔ اور فقہی مسائل اور فتاوے معلوم کئے گئے۔

صحابیات میں کئی شاعرات تھیں جن کے اشعار کتابوں میں پائے جاتے ہیں، ان میں حضرت خنساء رضؓ بہت مشہور ہیں اور اپنے بھائی صخر کے مرثیہ میں اتنے غمناک اشعار کہے ہیں کہ ارثی العرب کہلائیں، بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اشعار سنے ہیں، ہند بنت عتبہ، زینب بنت عوام بن خویلد سعدی بنت عمرو مریہ، سعدی بنت کریز بن ربیعہ، صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم، عاتکہ بنت زید بن عمرو عدویہ رضی اللہ عنہن کے علاوہ متعدد صحابیات شعر گوئی میں مشہور تھیں۔

ان ہی حضرات صحابیات کے اسوہ پر بعد میں خواتین اسلام نے حدیث و فقہ، فتوی، تفسیر، شعر و ادب اور دوسرے علوم و فنون میں بڑھ چڑھ کر بھرپور حصہ لیا، اس کے ساتھ عملی طور سے ہر دینی و ملی معاملہ میں نمایاں خدمات انجام دیں، اندر باہر ہر جگہ اور ہر زمانہ میں اپنے نام اور کام کے نقوش چھوڑے۔

---

[1] تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص ۴۲۳

[2] الاستیعاب جلد ۲ ص ۷۶۰ [3] فتوح البلدان ص ۴۵۸

الرّوائع والبدائع فی البیان النّبوی کی رسم اجراء

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد کے استاذ ادب عربی اور سہ ماہی عربی مجلہ "الصحوۃ الاسلامیہ" کے مدیر مولانا محمد نعمان الدین ندوی کی تازہ ترین تصنیف "الروائع والبدائع فی البیان النبوی" کی رسم اجراء دارالعلوم حیدرآباد میں ایک جلسہ میں امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش مولانا حمید الدین عاقل حسامی کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اس جلسہ میں مولانا برہان الدین سنبھلی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا عتیق احمد بستوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا محمد خالد سیف اللہ رحمانی استاذ دارالعلوم سبیل السلام، مولانا مفتی عبدالودود مظاہری استاذ دارالعلوم سبیل السلام اور معتمد جامعہ محمد رحیم الدین انصاری کے علاوہ اساتذہ و طلبائے جامعہ بھی شریک تھے۔ یہ کتاب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے گرانقدر مقدمہ کے ساتھ مصر کے مشہور اسلامی اسکالر ڈاکٹر عبدالحلیم عویس کے تعاون سے مصر ہی سے طبع ہوئی ہے۔

بمبئی میں

اعلیٰ معیاری مٹھائی : بیکری مصنوعات

خصوصی مصنوعات

ڈرائی فروٹ، انجیر برفی، افلاطون، پائنا پل برفی، مینگو برفی، بادامی حلوہ، کاجو فلی، کاجو رول، گلاب جامن وغیرہ

شیرینی دنیا کا تاج

تاج کی مٹھائیاں

کرافٹ مارکیٹ جنکشن ۴۰۱ کرناک روڈ بمقابل کرافٹ مارکیٹ بھیلی ۔ ۴۰۰۰۰۳

فون نمبر: ۳۴۲۱۵۴۸

اجودھیا کا المیہ

مادھوگوڈبولے × ترجمہ × شارق علوی

قسط نمبر

یہ اور دیگر واقعات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جولائی ۱۹۹۲ء میں کارروائی کے لیے ایک ہنگامی منصوبہ تیار کیا گیا اور پھر اس کو اور مؤثر بنانے اور نومبر ۱۹۹۲ء میں اس کے استعمال کے پیش نظر اس پر نظر ثانی کی گئی۔ میں یہاں یہ ذکر کرنا چاہوں گا کہ یہ منصوبہ صرف اجودھیا میں امن و قانون کی صورت قائم رکھنے کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ متنازعہ عمارت کو دستور کی دفعہ ۳۵۵ کا استعمال کر کے مرکزی حکومت کی تحویل میں لینا اور دفعہ ۳۵۶ کے تحت ریاست میں صدر راج نافذ کرنا تھا

جب مرکزی حکومت کی طرف سے کسی صوبائی حکومت کو نیم فوجی دستے فراہم کئے جاتے ہیں تو ضابطوں کے مطابق مرکزی حکومت ان کو ملک کے کسی بھی حصے میں اپنی مرضی سے رکھ سکتی ہے لیکن ان کا استعمال ریاستی حکومت کی ہی زیر نگرانی اور ان کے احکامات پر ہو سکتا ہے اسلئے نیم فوجی دستوں کا فراہم کیا جانا اور ان کے استعمال کے طریقے کے فرق کی باریکی کو ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ گذشتہ واقعات کے پیش نظر یہ معلوم تھا کہ اتر پردیش کی حکومت مرکزی فورس کو طلب نہیں کرے گی کہ وہ اس کو اجودھیا میں تعینات کرے۔ کچھ ماہ قبل دس بارہ کمپنی نیم فوجی دستے اتر پردیش حکومت کو دیئے جانے کی پیشکش کی گئی۔ کہ وہ ان کا استعمال اجودھیا میں کریں تو ریاستی حکومت نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ نیم فوجی دستے اگر بھیجنا ہیں تو ہمیں اجازت دی جائے کہ انھیں اجودھیا کے علاوہ دیگر مقامات پر بہم استعمال کریں۔ مرکزی حکومت کو آخر کار ریاستی حکومت کی یہ درخواست منظور کرنی پڑی اور مرکزی فورس اجودھیا میں تعینات نہ کر کے دوسری جگہوں پر لگائی گئی۔

اتر پردیش پولیس بالعموم اور اتر پردیش پی اے سی بالخصوص تنگ نظر اور متعصب افراد پر مشتمل جماعت مانی جاتی ہے۔ اس سے ہمیں تشویش تھی، کچھ اطلاعات کے مطابق اجودھیا میں تعینات پولیس کے دو شو ہندو پریشد اور بی جے پی سے گہرے تعلقات قائم ہونے کی بھی توثیق ہوئی تھی۔ جس سے اور بھی پریشانی محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ ایسی صورت میں متنازعہ عمارت کو اچانک مرکزی ٹیم فوجی دستوں کی سپردگی میں دینے میں مزاحمت کا خطرہ تھا۔ بابری مسجد منہدم ہونے کے بعد جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ان میں یو پی پی اے سی نے کھل کر اکثریتی فرقے کی مدد کی یہاں تک کہ جب وزیر داخلہ نے کچھ فسادزدہ علاقوں کا دورہ کیا تو ان کو زبردست احتجاج کا سامنا کرنا پڑا۔ اور انھوں نے پی اے سی کے توڑ دیئے جانے پر غور کرنے کا وعدہ کیا حالانکہ فوراً ہی ان کو اپنی عادت کے مطابق اس بیان کی تردید کرنی پڑی۔

پی اے سی کا توڑا جانا اتنا آسان نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کے ڈھانچے میں ضروری تبدیلی پر غور کرنا چاہئے اور اس میں ہر فرقے کے افراد کی مناسب نمائندگی ہونی چاہئے جس طرح سی۔ آر۔ پی۔ ایف کے ریپڈ ایکشن فورس میں کیا گیا ہے۔ اتر پردیش پی اے سی کے جوانوں کے تربیتی کورس میں نفسیاتی نکتوں پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

جولائی اور نومبر ۱۹۹۲ء میں جو ہنگامی منصوبہ تیار ہوا تھا۔ اس کے مطابق مرکزی حکومت کو اتر پردیش کی بی جے پی حکومت کی جگہ باگ ڈور سنبھالنی تھی۔ وزارت داخلہ کا یہ سوچا سمجھا فیصلہ تھا کہ یہ قدم بغیر کسی پیشگی اطلاع کے اٹھایا جائے گا۔ اس میں بس ایک ہی قباحت تھی کہ متنازعہ ڈھانچے کو اس عارضی مدت میں جبکہ ریاستی حکومت سے مرکزی حکومت کو نظام مستقل ہونا ہے کسی بھی نقصان سے کیسے محفوظ رکھا جائے چونکہ دستور کی دفعہ ۳۵۶ کے تحت حکمنامہ جاری کرنے میں وقت لگتا ہے۔ اس لئے یہ طے پایا کہ ایک مقررہ رات کو دفعہ ۳۵۵ کے تحت کارروائی کی جائے اور اس کے فوراً ہی بعد ۳۵۶ کے تحت صدارتی راج نافذ کر دیا جائے

جس طرح حالات بدل رہے تھے اس میں یہ ممکن نہیں تھا کہ اجودھیا میں ۳۵۵ کے تحت متنازعہ ڈھانچے پر تو مرکزی حکومت قبضہ کرے جبکہ پوری ریاست میں بی جے پی کی حکومت کا عمل دخل جاری رہے۔ اس طرح اجودھیا میں رسد رسانی وغیرہ کے معاملات میں بھی دشواری ہوتی۔ ریاستی اور مرکزی پولیس کے دستوں میں آپسی تصادم کا بھی خطرہ تھا اور اس سے مرکز و ریاست کے تعلقات پر برا اثر پڑتا۔ بہرحال محکمۂ داخلہ میں

یہ طے ہو چکا تھا کہ دفعہ ۳۵۵ کے تحت کارروائی فوری اور مختصر سے مختصر مدت کے لیے ہونی چاہئے اور صدر راج کا نفاذ دفعہ ۳۵۶ کے تحت فوراً ہی بعد ہو جانا چاہیے۔

اس اندازے کے بعد تقریباً بیس ہزار جوانوں کو مرکز کے نیم فوجی دستوں کے مختلف یونٹوں سے یکجا کر کے اجودھیا کے قرب وجوار میں تعینات کیا گیا۔ اس میں سی۔ آر۔ پی۔ ایف، سی۔ آئی۔ ایس۔ ایف، آر۔ پی۔ ایف وغیرہ کے جوان شامل تھے۔ اس طرح ۱۹۵ کمپنیاں تعینات کی گئیں جو آزادی کے بعد کسی ایک جگہ یکجا کی جانے والی تیم فوجی طاقت کی پہلی مثال تھی۔

ہنگامی منصوبے کے تحت مرکزی دستوں کو ہوائی جہاز، ریل، ٹرک سے بھیجنے کا انتظام ان کی رہائش کے لیے خیمے، خشیائے خوردنی اسلحہ وغیرہ وغیرہ مہیا کئے جانے کے بندوبست جس میں مختلف محکموں، وزارتوں اور شعبہ ہائے حکومت کے اشتراک اور تعاون کی ضرورت تھی، بڑی رازداری سے کئے گئے تھے۔ اس منصوبے کو اگر عمل میں لایا گیا ہوتا تو کامیابی اس بات سے یقینی تھی کہ اس قدر وسیع پیمانے پر انتظامات کے باوجود لائحہ عمل صیغۂ راز میں ہی رہا۔ اور آج تک لوگوں کو معلوم نہیں ہو سکا کہ ہنگامی منصوبہ کیا تھا۔

مرکزی نیم فوجی دستوں کے علاوہ دیگر ذرائع سے "کمانڈو دستے" بھی حاصل کر لیے گئے تھے جنھیں متنازعہ ڈھانچے کے قرب وجوار میں تعینات کیا جانا تھا۔ ان میں سے کچھ مخصوص تربیت یافتہ جوان بھی شامل تھے اس کے علاوہ بم اسکواڈ اور کتے بھی موقع پر موجود رہیں اس کا بھی انتظام کر لیا گیا تھا۔

پولیس کے دستوں کو رکاوٹیں پیدا کرنے اور کانٹے دار تار بچھانے کی تربیت کے علاوہ ربر کی گولیوں سے مار کرنے کی پریکٹس جس سے زیادہ خون خرابہ نہ ہو سکے۔ دی گئی تھی بھیڑ کو تتر بتر کرنے کے لیے پانی پھینکنے کے طاقتور پائپ لگی ٹنکیاں بھی موقع پر پہونچا دی گئی تھیں۔ ڈیزل سے چلنے والے جنریٹر، برقی طاقت فراہم کر سکیں۔ اس کا بھی انتظام مکمل کر لیا گیا تھا۔ اُن اعلیٰ افسران کی نشاندہی کر لی گئی تھی جن کے ذریعہ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنایا تھا۔ یہ افسران خفیہ طور پر کئی بار اجودھیا جا کر صورت حال کا اندازہ لگا چکے تھے اور طریقہ کار بھی طے کر چکے تھے۔

فضائی عمل سے کئی بار فوٹو بھی لئے جا چکے تھے جس سے اجودھیا میں ہو رہی کارروائی کے بارے میں تازہ معلومات حکومت کے پاس موجود رہیں۔ یہ فوٹو گراف دراصل بعد میں بھی اجودھیا کے ارد گرد چھپے ہوئے کارسیوکوں کے ٹھکانوں کو ڈھونڈنے میں معاون ہوئے۔

تمام انتظامات مکمل ہونے کے بعد نومبر ۱۹۹۲ء کے دوسرے ہفتے میں میں نے وزیر داخلہ اور وزیر اعظم سے کارسیوکوں کے اجودھیا پہونچنے سے قبل ہی اس ہنگامی منصوبہ پر عمل کرنے کے احکامات جاری کئے جانے کی گذارش کی۔ دراصل افسران کی سطح پر یہ طے ہو چکا تھا کہ ۲۲ و ۲۳ نومبر ۱۹۹۲ء کی شب میں متنازعہ ڈھانچے پر دستور کی دفعہ ۳۵۵ کے تحت مرکزی حکومت کا قبضہ ہو جائے اور صدر راج نافذ کئے جائیں۔ اطلاع بھی پارلیمنٹ کو جو ۲۴ نومبر کو اس کا اجلاس شروع ہوتے ہی کر دی جائے۔ ۱۷ نومبر کو حکومت کے احکامات جاری ہونے کی امید میں انڈو تبتین بارڈر پولیس کے ڈائرکٹر جنرل آر کے وڈھیرا اور سی۔ آر۔ پی۔ ایف کے ڈائرکٹر جنرل ڈی سنگھ کو میں نے خاموشی سے لکھنؤ ریل سے جانے کے احکامات دیئے اور یہ ان کو مشورہ دیا کہ وہ لکھنؤ پہنچ کر حالات پر نظر رکھیں اور اگلے احکامات کا انتظار کریں۔ وزیر اعظم نے اپنا ارادہ بدل دیا اور کہا کہ کچھ انتظار کیا جائے وڈھیرا اور ڈی پی سنگھ کو دہلی اور لکھنؤ کے درمیان ہی سفر منسوخ کر کے راستے سے ہی موٹر کار کے ذریعے دلی واپس آنے کی ہدایت کی گئی۔

۱۵ نومبر سے ۱۹ نومبر ۱۹۹۲ء تک ہر روز صبح کمانڈوس کو ہدایت کی جاتی تھی کہ وہ تیاری کی حالت میں رہیں تاکہ ان کو مختصر نوٹس پر سادے کپڑوں میں ریل کے ذریعے اجودھیا میں بھیجا جا سکے، جہاں پہلے وہ فیض آباد میں فوجی چھاؤنی میں قیام کریں تاکہ وہاں سے ان کو ضرورت پڑنے پر اجودھیا پہونچا دیا جائے، شام کو وزیر اعظم سے اجازت نہ ملنے کی وجہ سے انھیں منع کر دیا جاتا تھا۔

میری متواتر کوششوں کے باوجود منصوبہ پر عمل کرنے کی اجازت نہیں مل سکی، وزیر داخلہ دو بار وزیر اعظم سے ملے۔ میں خود ان سے متعدد بار ملا، ہر بار وہ یہی کہہ دیتے تھے کہ ابھی انتظار کیجئے۔

تعمیر حیات
اپنی نئی نسلوں کو عالمی حالات سے باخبر رکھنے کیلئے تعمیر حیات کے مطالعہ کی ترغیب دیجئے

اے مادر علمی!
ہمارا دل تیری یادوں سے معمور رہے گا؟

عطاء الرحمٰن ندوی

دار العلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہونیوالے طلباء کے الوداعی جلسہ میں عطاء الرحمٰن عبد الرؤف کا اظہار تأثر

ادارہ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین محمد بن عبد اللہ الأمین وعلی الہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین۔

اما بعد!

صدر محترم مشفق ومحسن اساتذۂ کرام اور عزیز ساتھیو! باغباں نے اس دبستان علم ودانش اور گلستان قول وعمل کے لالۂ زار سے مشام جاں کو معطر کرنے کا آخری اعلان کر دیا ہے۔ گویا زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ تم نے چمن زار مثلِ بہشتِ بہار کی خوب خوب سیر کر لی، تم نے باہر کی بے رنگ دنیا اور بے رونق منظر سے اکتائی ہوئی اپنی بیقرار آنکھوں کو یہاں کے سبزہ وگل سے خوب خوب ٹھنڈک پہونچائی ہے، یہاں کی جلوہ فروشیاں ہر دم تمہارے دیدہ ودل کو دعوتِ نظارہ دیتی رہی ہیں، تم نے اس چمن بہار کے دلنواز وحیات بخش جھونکوں کو اپنے اندر سمو لیا ہے، تم جو ایک کمزور وناتواں لاغر ولاچار صورت میں اس چمن میں داخل ہوئے تھے اب اس چمن کی جلوہ فروشیوں، اس کی تمام رعنائیوں کو اپنے اندر سمیٹ کر مکمل صحت مند وتوانا بن چکے ہو، تمہاری زندگی کی سطح پر ایک ایسی لہر پیدا ہو گئی ہے جس سے سیکڑوں لہریں خود بخود بنتی جاتی ہیں۔ اب وہ وقت آپہونچا ہے کہ تم اس چمن حیات سے نکلو اور خود ایک چمن حیات بن کر دوسروں کو فیض پہونچا کر حقیقی زندگی کا پیام دو۔

تو ایک ایسے وقت میں کہ ایک طرف اس چمن حیات سے جدائی کا غم ہے تو دوسری طرف اس کے ارمانوں کی تکمیل کی مسرت، ہمیں رنج والم اور فرحت ومسرت کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ آپ سے مخاطب ہوں۔ خوشی اس بات کی کہ تعلیمی زندگی کے اہم مرحلہ کی تکمیل مقدر ہوئی۔ غم اس بات کا کہ اس مادر علمی اور ان مشفق ومحسن اساتذہ کرام سے جدا ہونا پڑ رہا ہے جن کی آغوش تربیت، بحسن وخوبی تعلیمی مرحلے کی تکمیل کا سبب بنی۔

حضرات! میری زندگی کا بیشتر حصہ مادر علمی میں گذرا، ایمان واخلاق، صدق ودیانت، وفا شعاری وایمان داری، ایثار وہمدردی، الفت ومحبت کی اس چہار دیواری میں تقریباً ۱۳ سال گذارنے کے بعد آج نظر وسماعت کی ایک محدود دنیا سے اس کی جدائی کا تصور ہی جان لیوا ہے مگر اس حقیقت سے اعراض بھی ممکن نہیں کہ زندگی کا ایک طویل عرصہ یہاں گذارنے کے بعد آج یہاں کی یادوں کے بکھرے موتی سمیٹنے کی کوشش کرتا ہوں تو کوئی موتی پھر فرش پر بکھر جاتے ہیں لہٰذا سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اس بارگاہ کے جلوہ ہائے صد رنگ کا احاطہ کیسے کروں۔

حضرات! ندوۃ العلماء سے میری وابستگی کا ۱۷ سال سب میرے مشفق ومحسن اور مہربان مربی عم محترم جناب مولانا شمس الحق صاحب ندوی أطال اللہ بقاءہ علینا وجزاہ أطیب الجزاء عنا، خاص طور پر ہوئے۔ والد محترم کے حیات رہتے ہوئے عم بزرگوار نے اپنے بھتیجے کو حفظ میں داخل کرایا، ابھی میں حفظ کے مرحلہ ہی میں تھا کہ والد محترم (اللہ انھیں جنت نصیب فرمائے) کے سانحۂ وفات سے دوچار ہونا پیش آیا۔ یہ حادثہ کیا تھا ایک برق تھی جو ایک حوادث زمانہ سے بے خبر کمزور بچے پر گری، لیکن اس مقام پر آکر دل، عم محترم کے تیغ کرم کا مقتول ہو جاتا ہے کہ انھوں نے نہ صرف میری خبر گیری کی اور مجھے اپنے بیٹوں جیسا درجہ دیا بلکہ اپنی آغوش تربیت میں رکھ کر ان تمام باتوں کا اہتمام رکھا جن کا التزام اللہ ورسولؐ کی اطاعت کا تقاضا اور کامیاب حقیقی زندگی کا ضامن ہے۔

عم محترم کے بے پایاں احسانوں میں سے ان کا یہ احسان میں کیسے بھول سکتا ہوں کہ انھوں نے دار العلوم ندوۃ العلماء جیسے عظیم ادارے میں مجھے داخل کرایا، جو قدیم وجدید کی مصنوعی تقسیموں اور سطحی بحثوں سے بالاتر رہ کر وقت کی زبان اور اسلوب میں پیدا شدہ مسائل کا حل تلاش کرنے، امت کو ضلالت وگمراہی سے بچانے، اس کے اختلاف وانتشار کو دور کر کے خالص کتاب وسنت کو زندگی کا مشن بنانے کا داعی ہے۔

عم محترم کے ان احسانوں کا بدلہ تو میں ادا نہیں کر سکتا البتہ ان کے بارے میں قرآن مجید کی اس بشارت کی امید ضرور رکھتا ہوں۔

إنَّ اللہَ لَا یُضِیعُ أجرَ المُحسِنِینَ۔

حضرات! آج مادر علمی سے جسمانی فراق ضرور ہو رہا ہے لیکن علمی، فکری اور روحانی تعلق انشاء اللہ سانس کے رشتے کی طرح مضبوط اور پائیدار رہے گا۔

اے مادر علمی، میں آج تجھ سے جدا ہو رہا ہوں لیکن یہ جدائی وقتی اور جسمانی ہے۔ ورنہ ہم سب تیرے احسانات سے گرانبار ہیں۔ ہمارا جسم تجھ سے جدا ہو رہا ہے

نازل ہوا اس ماہ میں قرآن معظّم

شمیم سولاپوری

صد شکر خدا ہے مہ رمضان نظر آیا
نازل ہوا اس ماہ میں قرآن معظّم
کم ہوتے ہیں اس ماہ میں عصیاں و خطائیں
بدبخت مگر بندہ جو رمضان کو کھویا!
تیاریاں روزے کی ہوئیں صبح سے تا شام
کرتا ہے کوئی فرمہ کوئی آب سے افطار
اس ماہ میں ہے دین کی کیا لوٹ عزیزو
ہر سال تو آتا ہی رہے گا مہ رمضان
مفتوح نہیں ہوگا یہ دروازہ کسی پر
مالک کرے قبول دعائیں تری شمیم
روزہ ترا کفارۂ عصیاں نظر آیا

مسجد میں ہر اک، حافظِ قرآں نظر آیا
اس کی گواہی دینے میں قران نظر آیا
زنجیروں میں جکڑا ہوا شیطاں نظر آیا
انسانوں میں وہ اک ہمیں حیواں نظر آیا
شب کو ہمیں پھر سحری کا ساماں نظر آیا
ہر روزہ دار صاحب ایماں نظر آیا
غافل جو ہوا اس سے یشیماں نظر آیا
قائم نہ یہاں پر کوئی انساں نظر آیا
صائم کے لیے وا۔ در ریاں نظر آیا

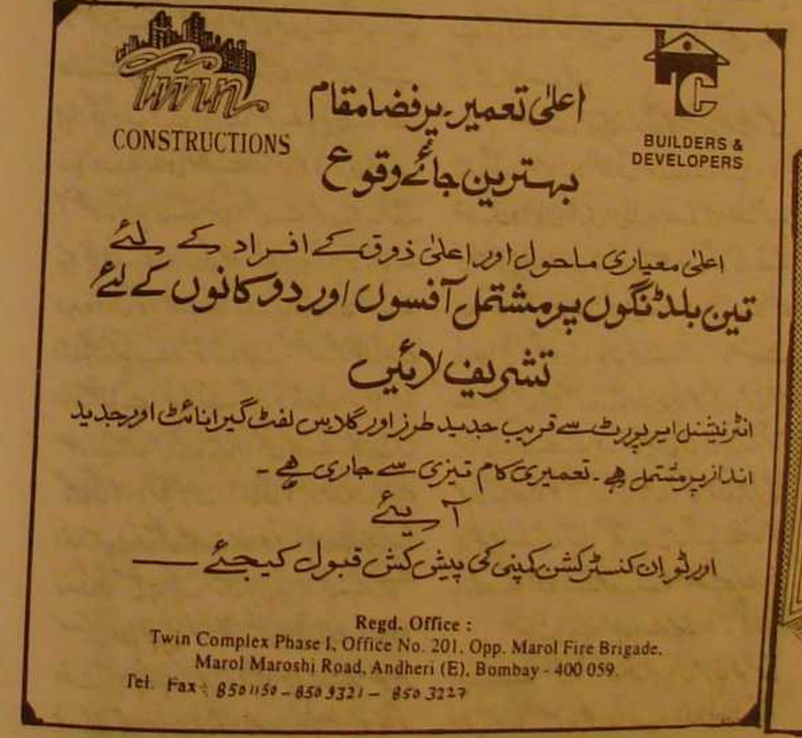

لیکن ہمارا دل تیری یاد دل سے معمور رہے گا۔ تجھ سے جدا ہوتے ہوئے بھی جدائی ممکن نہیں کہ ذہن و دماغ، نگر و نظر، طرز و ادا ہر چیز تیرے سانچے میں ڈھل گئی ہے۔ تجھ سے ہمارا رشتہ دائمی اور اس قدر مضبوط ہے کہ اس کو انشاء اللہ حوادث کے طوفان بھی نہ توڑ سکیں گے۔ زندگی کی ہر سانس تیری رہین منت ہے۔ خون کے قطرہ قطرہ پر تیرا احسان ہے۔ تیرے احسان سے انکار ممکن نہیں۔ اگر چاہوں بھی تو تیرا یہ احسان نہ چکا پاؤں جو تو نے یہاں کے وسیع و عریض سرکڑہ کے میدان میں مجھے نیک نامی اور شہرت دیکر مجھ پر کیا ہے۔ غرض پوری زندگی تیرے احسانات سے گرانبار ہے۔

جاتے جاتے میں اپنے سبھی اساتذۂ کرام سے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ دانستہ و نادانستہ ان کی شان میں جو گستاخیاں سرزد ہوئی ہوں ان کو اپنے دامن عفو میں جگہ دیں اور اپنے عزیز دوستوں سے بھی ہر طرح کی لغزشوں اور حق تلفیوں کے لئے معافی کا خواستگار رہوں گا۔

ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

محمد طارق ندوی

سوال و جواب

رمضان کے مسائل :-

س :- آج کل تراویح کی نماز ایک ہی رات میں ادا کی جاتی ہے جسے شبینہ کہتے ہیں! اس میں کچھ لوگ کھڑے ہو کر امام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں تو کچھ لوگ بیٹھ کر نفل پڑھتے ہیں تو کچھ لوگ کھانے پینے میں مصروف رہتے ہیں کیا شبینہ کا یہ طریقہ شرعاً درست ہے؟

ج :- شبینہ کا مروجہ طریقہ کراہت سے خالی نہیں ہے کچھ لوگ تو جماعت میں شریک ہیں اور کچھ کھانے پینے میں لگے ہیں اس طرح جماعت اور تراویح دونوں کے احترام کے خلاف عمل ہوتا ہے البتہ اگر سارے مقتدی چست اور صحتمند ہوں اور جماعت کے ساتھ نشاط کے ساتھ نماز تراویح ادا کریں اور حافظ بھی صاف اور واضح الفاظ میں قرآن پڑھے تو ایسی صورت میں شبینہ درست ہو سکتا ہے۔

س :- آج کل رمضان میں لوگ رواداری کے طور پر ہندوؤں اور لادین افراد اور سیاسی لیڈروں کو افطار کے موقع پر بلاتے ہیں اور اس موقع پر علماء اور دیندار طبقہ کے لوگ بھی ہوتے ہیں اور نماز چھوڑ کر وہ لوگ ماڈرن طرز پر کھڑے ہو کر افطار کرتے ہیں کیا یہ طریقہ درست ہے؟

ج :- اس طرح کی افطار پارٹی جن سے سیاسی و دنیوی اغراض وابستہ ہوں اور اس کا مقصد اللہ کی رضا نہ ہو بلکہ مقصود شہرت و ناموری ہو، ساتھ ہی اس میں روزہ کا احترام بھی نہ کیا جائے اور کھانے کے اسلامی آداب کو بھی ملحوظ نہ رکھا جائے اور پھر نماز کا چھوڑنا اس پر مستزاد، تو ایسی پارٹیوں کا انعقاد شرعاً درست نہیں ہے۔ رواداری کے لیے مذہب کی روح اور اس کے احترام کے خلاف عمل کرنا سخت گناہ کا کام ہے اس سے مکمل احتراز لازم ہے۔

س :- میری طبیعت خراب رہتی ہے اور عمر بھی تقریباً ۵۰ سال سے اوپر ہو پہنچ چکی ہے نیز آپریشن ہونے کی وجہ سے میں اس بار رمضان میں صرف تین روزے ہی رکھ سکا اور بقیہ روزوں کا فدیہ ادا کیا ہے ابھی کمزوری برقرار ہے، کیا قضا روزے رکھنا ہے یا ادا کیا ہوا فدیہ کافی ہوگا؟

ج :- صورت مسئولہ میں چونکہ سائل کافی عمر دراز ہیں اس لیے اگر ضعف و نقاہت کی وجہ سے قضا پر قادر نہیں ہیں تو ان کا ادا کیا ہوا فدیہ کافی ہوگا۔

"والشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر و یفدی المریض إذا تحقق الیاس من الصحة فعلیه الفدیه لکل یوم من المریض" (الدر المختار ص ۲۴۶)

س :- بعض لوگ رات میں دیر سے کھانا کھاتے ہیں اور سحری کے وقت بیدار نہیں ہوتے ہیں یوں ہی روزہ رکھ لیتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

ج :- روزہ کے لیے سحری کھانا مستحب ہے بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا جائز ہے البتہ استیجاب کے خلاف ہے

س :- انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں قضا لازم ہوگی یا کفارہ؟

ج :- صورت مسئولہ میں چونکہ سائل کافی عمر دراز ہیں اس لیے اگر ضعف و نقاہت کی وجہ سے قضا پر قادر نہیں ہیں تو ان کا ادا کیا ہوا فدیہ کافی ہوگا۔

"والشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر و یفدی المریض إذا تحقق الیاس من الصحة فعلیه الفدیه لکل یوم من المریض" (الدر المختار ص ۲۴۶)

س :- بعض لوگ رات میں دیر سے کھانا کھاتے ہیں اور سحری کے وقت بیدار نہیں ہوتے ہیں یوں ہی روزہ رکھ لیتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

ج :- روزہ کے لیے سحری کھانا مستحب ہے بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا جائز ہے البتہ استیجاب کے خلاف ہے

س :- انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں قضا لازم ہوگی یا کفارہ؟

ج :- انجکشن لگوانے سے چونکہ دوا کا جوف دماغ، معدہ میں نہیں پہونچتی ہے اس لیے روزہ نہیں ٹوٹتا لہٰذا نہ قضا لازم ہے نہ کفارہ۔

س :- داڑھی منڈوانے والے کی شہادت رویت ہلال میں جبکہ عرفاً وہ ثقہ اور معتبر ہے یا نہیں؟

ج :- داڑھی منڈوانے والا اگرچہ عرفاً ثقہ اور قابل اعتماد ہو مگر اس کی گواہی شرعاً غیر مقبول ہے لہٰذا رویت ہلال میں اس کی شہادت غیر مقبول ہوگی۔

س :- آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟

ج :- آنکھ میں سرمہ ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا آنکھ میں ڈالی ہوئی دوا اور سرمہ کا رنگ و مزا کبھی حلق اور تھوک میں جو محسوس ہوتا ہے تو وہ مسامات میں ہو کر پہونچتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

س :- کیا روزہ دار کسی چیز کا مزہ چکھ سکتا ہے یا اس کو چبا سکتا ہے؟

ج :- کسی چیز کا مزہ چکھنا یا اس کو چبانا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ کسی عذر کی وجہ سے نہ ہو مثلاً کوئی عورت اپنے شوہر کے لیے کھانا پکاتی ہو اور اس کی بدمزاجی سے یہ خوف ہو کہ اگر نمک درست نہیں ہوگا تو وہ خفا ہوگا تو چکھنا درست ہے۔ اسی طرح کوئی چھوٹا بچہ ہو اور کوئی چیز اس کو کھلانا ہو اور اس کا بدلہ نہ ہو تو ایسی صورت میں چبا کر بچے کو دینے کی اجازت ہے بشرطیکہ حلق کے نیچے اس کا اثر نہ جائے۔

س :- بھول کر کھا پی لینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے یا نہیں، دوسرے لوگوں کو یاد دلانا چاہیے یا نہیں؟

ج :- کسی شخص کو روزہ کا خیال نہ رہا اس بنا پر اس نے کھا پی لیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ خواہ فرض روزہ ہو یا نفل ایسی صورت میں اگر اس میں روزہ رکھنے کی بھرپور قوت ہو تو دیکھنے والوں کو یاد دلانا واجب ہے اور اگر اس میں قوت نہ ہو تو یاد دلانا ضروری نہیں ہے۔

س :- کیا سر میں تیل لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج :- سر میں تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

س :- کیا کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج :- کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

اعتکاف کے مسائل :-

س :- کوئی شخص رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف توڑ دے تو اس پر قضا لازم ہے یا نہیں؟

(باقی ص ۳۰ پر)

الوداعیہ

محمد قیصر صدیقی متعلم دارالعلوم ندوۃ العلماء
دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے والے طلبا کا الوداعی پیغام

کتنا یہ جاں گسل ہے جدائی کا تیرے غم — بے تاب کر رہی ہے ہمیں کثرتِ الم!
کہنے کو الوداع کہے جا رہے ہیں ہم — بیٹھے ہیں خون دل میں ڈبوئے ہوئے قلم
تیری ہی کچھ خبر ہے نہ اپنا ہی ہوش ہے
ہم بھی غموں سے چور ہیں ندوہ خموش ہے

حزن و خوشی کا آج ہے دریا رواں ادھر — علم و عمل سے لیس چلا کارواں اُدھر
قرآن اور حدیث کے ہیں قیمتی گہر — تفسیر و فقہ سے تیری دنیا ہے بہرہ ور
ڈوبے ہیں سب ملال میں ندوہ کے سبزہ زار
لائیں کہاں سے ایسے یہ ندوی وفا شعار

علم حدیث سے تمہیں ناصر نے پُر کیا — برہان نے تو آئینہ تفسیر کا دیا
مفتی تقی نے کیا فقہ سے پُر ضیا — فن ادب میں رابع نے یکتا ہمیں کیا
ہر ہر نفر یہاں کا خود اپنی مثال ہے
یاں کی فضا کو یارو! بھلانا محال ہے

شانِ سعید اعظمی کیوں کر نہ ہو عیاں — وافع رشید جو ہوئے رائد کے پاسباں
یہ بوالحسن تو جان ہیں ندوے کی بے گماں — ہر فرد ہم کو ندوہ کا لگتا ہے مہرباں
ندوہ نہ جانے کس لئے نظروں میں خار ہے
حالانکہ یہ تو امن و اماں کا دیار ہے

عبداللہ ندوی ناظمِ تعلیم جو رہے — ان کا کرم بھی اُن کی عنایت بھی دیکھئے
ان سے بھی ہم کو حوصلے کیا کیا نہیں ملے — گلزارِ ارتقا کے حقیقت میں کھل گئے
گلشن کے پاسبانوں میں اُن کا بھی ہے شمار
ندوہ کی شان سارے جہاں پر ہے آشکار

پیشِ نظر ہو دوستو! ندوے کا احترام — اونچا بہت ہی ہوتا ہے استاذ کا مقام
احسان بھلا دینا تو اچھا نہیں ہے کام — لازم ہے ان سے رکھنا تعلق کو بھی مدام
ان کی وجہ سے عقل کا روشن ہوا چراغ!
رکھنا بہت ہی دور تکبر سے تم دماغ

ساتھی وداع ہو کے ہمارے کہاں چلے — مثلِ قمر چمک کے یہ سوئے جہاں چلے
ندوے سے دینِ حق کے جو یہ کارواں چلے — ایسا لگا کہ امن کے یہ پاسباں چلے
کیوں خدشۂ فراق سے یہ آنکھ نم ہوئی
یہ اور بات ہے کہ جدائی نہ کم ہوئی

رنگینیوں سے اپنی جہاں کو سجاؤ تم — پیاسے لبوں کی پیاس ہمیشہ بجھاؤ تم
حکمِ خدا رسول سبھوں کو بتاؤ تم — امن و اماں کے پھول جہاں میں کھلاؤ تم
دنیا کو بڑھ کے خلق و مروت کا دو پیام
لازم ہر اک دل کو ہو ندوے کا احترام

محراب، مسجد اور مناروں کو ہو سلام — میدان کے ذروں اور بہاروں کو ہو سلام
ندوے کے بام و در کو بہاروں کو ہو سلام — ندوے میں جگمگاتے ستاروں کو ہو سلام
ندوے سے مل رہا تھا سکون و اماں ہمیں
ایسے حسیں نقوش ملیں گے کہاں ہمیں

ندوے کا کتب خانہ ہے علموں کا خزانہ — ہر دور کے اسلاف کا ملتا ہے فسانہ
شبلی کے نام سے اسے لوگوں نے ہے جانا — دیتا ہے خبر ہم کو یہ ندوے کا ترانہ
قیصر اٹھو یہ نقشِ کہن سارے مٹا دو
ندوے کا جو پیغام ہے دنیا کو سنا دو

قنوج کے قدیم مشہور و معزز کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ" اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون نمبر: ۳۴۴۴۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجرانِ عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی
ائیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

شمس الحق ندوی

نام کتاب:- تربیت اولاد کا اسلامی نظام
تلخیص:- مولانا قمر الزماں صاحب
صفحات:- ۵۰۲ - قیمت:- ۱۲۰ روپے
کاغذ و کتابت و طباعت:- بڑی معیاری
ناشر:- شعبۂ نشر و اشاعت، دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ گجرات

یہ کتاب علامہ عبداللہ ناصح علوان کی دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب کے ترجمہ کی جو مولانا حبیب اللہ صاحب ڈکراچی نے کیا ہے تلخیص ہے، تلخیص بھی تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔

جہاں تک کتاب کی افادیت کا تعلق ہے تو کتاب بڑی فاضلانہ اور بچوں کی نفسیات بلکہ اس ضمن میں انسانی نفسیات کو ذہن میں رکھ کر اور نفسیات کے موضوع پر گہرے مطالعہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے جس کا مطالعہ موجودہ دور میں ہمارے مدارس کے اساتذہ کے لئے بالخصوص ضروری ہے اس لئے کہ اب تغیر زمانہ اور طبائع پر اس کے اثرات کے اعتبار سے علم نفسیات کے موضوع پر مفید معلومات کی روشنی میں طلبہ کے مزاج و طبائع کو سامنے رکھتے ہوئے تربیت کا انداز اپنایا جائے، ہر طالب علم کے لئے یکساں انداز اپنانا نامناسب ہے مزاج و طبیعت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے جس ماحول سے وہ آیا ہے اس کی بھی رعایت ضروری ہوتی ہے ورنہ طالب علم کی صلاحیتیں دب جاتی ہیں اور بسا اوقات تو استاذ کی ناتجربہ کاری اور شدت و غلو کے سبب سے بغاوت پیدا ہوتی ہے۔

یہ بڑا نازک دور ہے اس میں اہل مدارس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں اس لئے حالات و ماحول کی رعایت اور طلبا کی نفسیات کو ذہن میں رکھ کر تعلیم و تربیت کا نظام چلانا ہوگا۔

ہم نے مدارس و اساتذہ کا بالخصوص ذکر اس لئے کیا ہے کہ اس موضوع سے ان کا زیادہ تعلق ہے تو ان میں سے بہت کم پڑھے لکھے اور صاحب شعور ہوتے ہیں تاہم والدین جو کچھ بھی علم و شعور رکھتے ہیں ان کے لئے اس طرح کی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے اور پڑھے لکھے ایسے لوگوں کو جو ذرا بھی دعوتی و اصلاحی جذبہ رکھتے ہیں اس قسم کی کتابوں کو اوسط درجہ کا علم رکھنے والوں کو یا وعظ و ارشاد کی مجالس میں اس کا ذکر و تلقین ضروری ہے اگر اس موضوع پر توجہ دی جائے تو یہ ایک مستقل دعوتی میدان ہے جس کی فکر ضروری ہے۔

کتاب میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ علم نفسیات پر لکھی جانے والی کتابوں سے بھی فائدہ اٹھایا گیا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ اگر پورے غور و خوض کے ساتھ قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ تربیت کا کام بہت آسان ہو جائے، حکمتِ دعوت سے ناواقفیت اور حالات و تقاضوں سے اور مطالعہ میں گہرائی نہ ہونے کی وجہ سے بعض وقت کلاس کہنے کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ جوشِ جنوں میں داعی بالکل بھول جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت سے سخت اشتعال انگیز موقع پر کس حکمت و حلم و تدبر کا سلوک برت کر مخاطب کا دل موہ لیا ہے اس کی متعدد مثالیں خود اس کتاب میں موجود ہیں۔

خود ارشاد ربانی ہے۔ اپنے حبیب کو مخاطب کر کے فرمایا: "قُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"۔ اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (دوسروں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو پسندیدہ ہوں۔

آیت کریمہ میں کفار کے مقابلہ میں ہدایت دی جا رہی ہے کہ ہمارے مومن بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ ان نافرمانوں کے نازیبا انداز کلام کا جواب سخت الفاظ میں نہ دیں بلکہ سنجیدہ و پروقار اور شریفانہ انداز میں دیں۔

اور آج ہمارا یہ حال ہے کہ خود مسلمانوں میں اختلاف مسالک پر بحث ہوتی ہے تو ایسا خشک و کھردرا بلکہ بعض وقت دریدہ دہنی کا انداز اپنایا جاتا ہے کہ علمی موضوع میں گالی گلوچ یا کم از کم سخت طعن کا انداز اپنایا جاتا ہے۔ "يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ"۔

زیر تبصرہ کتاب کا اگر سنجیدگی اور غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو اس میں تربیت اولاد کے طریقہ کے ساتھ ساتھ خود اپنی تربیت کا بڑا مواد ملے گا مگر نہایت افسوس کے ساتھ دل پر ہاتھ رکھ کر یہ لکھنا پڑتا ہے کہ زمانہ کی موجودہ مادہ پرستانہ سیاسی ماحول نے ہر چیز کو جذباتی اور جماعتی بنا دیا ہے جس کا نقصان ہم غیروں سے زیادہ اپنے ہاتھوں اٹھا رہے ہیں مگر تاویل و مصلحت کی سوچ اس پر غور ہی نہیں کرنے دیتی۔

کتاب تین قسموں اور چودہ فصلوں پر مشتمل ہے جس میں زیادہ تر بچوں کی تربیت اور اس کے طریقوں ہی سے بحث کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اسلامی تعلیمات کو کس طرح بچوں کے ذہن نشین کرایا جائے اور ان کی عمر و سن و سال اور عقل و فہم کی رعایت کرتے ہوئے ان کو تربیتی خلا بہم پہونچائی جائے، کتاب

(باقی صفحہ پر)

محمد شاهد ندوی

حیدرآباد میں پیام انسانیت اور اصلاح معاشرہ کے جلسے

اور دیگر پروگرام

جلسہ پیام انسانیت

رابطہ ادب اسلامی کے تیرہویں سیمینار منعقدہ حیدرآباد کے موقع پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اہل حیدرآباد نے "پیام انسانیت" اور "اصلاح معاشرہ" کے موضوع پر دو اہم جلسے کئے، جن کی صدارت مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے فرمائی۔ پیام انسانیت کا پہلا جلسہ جو آگزیشن کلب میں ۳ نومبر ۹۶ء کو منعقد ہوا جس میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم عوام دانشور حضرات اور آندھرا پردیش کے گورنر جناب کرشن کانت نے بھی شرکت کی اور اس جلسہ کا اچھا اثر محسوس کیا گیا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنی فکر انگیز تقریر میں فرمایا کہ جس ملک وقوم میں اخلاقی انحطاط اور کردار کی پستی اور ظلم وزیادتی کی کثرت ہو اس ملک وقوم کو تباہ ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ملک وقوم کو اخلاقی انحطاط، قوم پرستی، معاشرتی زوال سے بچانا بلا لحاظ مذہب وملت ہر دردمند انسان کے لئے ضروری ہے۔

جلسہ کے مہمان خصوصی گورنر آندھرا پردیش جناب کرشن کانت نے اپنی تقریر میں مولانا کو عالم انسانیت کی عظیم ہستی قرار دیا۔ اردو میں اقبال وفیضی کے اشعار کے ذریعہ پیام انسانیت کی وضاحت کی اور پیام انسانیت کی ضرورت پر زور دیا۔

جلسہ اصلاح معاشرہ

دوسرا جلسہ عام ۳ نومبر ۹۶ء کو نمائش میدان پر اصلاح معاشرہ کے موضوع پر منعقد ہوا جس کا اہتمام دار العلوم سبیل السلام کے ناظم مولانا محمد رضوان القاسمی نے کیا تھا۔ جلسہ کی صدارت حیدرآباد کے ممتاز عالم دین مولانا حمید الدین عاقل حسامی نے کی۔

حضرت مولانا نے اپنی تقریر کا آغاز قرآنی آیت "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ" سے فرمایا یہ مولانا نے اس آیت قرآنی کی روشنی میں مسلمانوں کی سماجی خرابیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان برائیوں کا علاج صرف یہ ہے کہ ہم اپنے کو پوری طرح اسلام کے دائرہ میں داخل کردیں یعنی ہم عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات، ازدواجی، انفرادی اور سماجی زندگی میں سو فیصدی اور مکمل مسلمان ہوں، جلسہ سے مولانا عبدالکریم پاریکھ، مولانا سید سلمان الحسینی ندوی، مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری اور مولانا حمید الدین عاقل حسامی، جناب سلیمان سکندر نے بھی خطاب فرمایا۔

مسجد عمر بن خطاب کا افتتاح

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے دار العلوم سبیل السلام کے کیمپس میں نو تعمیر شدہ مسجد عمر بن خطاب کا افتتاح فرمایا، اور انھوں نے اس موقع پر اڈیس ہاسپٹل اینڈ میڈیکل ریسرچ سینٹر اور اس کے مختلف شعبوں کا معائنہ بھی کیا اور مسلمانان حیدرآباد کو اس جدید ترین ادارہ کے قیام پر مبارکباد دی۔

۳ نومبر ۹۶ء کو ہی نظم پورہ کی جامع مسجد کی موقوفہ آراضی واقع افضل ساگر پر حضرت مولانا نے ڈیولپمنٹ کمیٹی ایجوکیشن سنٹر کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا شہر حیدرآباد کے تبلیغی مرکز بھی حضرت مولانا تشریف لے گئے اور وہاں کے ذمہ داروں کی درخواست پر خطاب بھی فرمایا۔

جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد کے روح رواں مولانا حمید الدین عاقل حسامی کی درخواست پر اساتذہ وطلبائے دار العلوم کو ۴ نومبر ۹۶ء کو حضرت مولانا نے خطاب کرتے ہوئے مدارس اسلامیہ کے قیام کی اہمیت پر وقت کے تقاضوں کے مطابق ہر دور میں پائے جانے والے فتنوں کے مقابلہ میں مدارس اسلامیہ کے کردار کو واضح فرمایا، اس موقع پر حضرت مولانا سے غیر معمولی عقیدت وارادت رکھنے والے محترم عثمان صاحب انجینیر جو اب امریکی شہریت حاصل کرچکے ہیں اور سعودیہ عربیہ میں ایر لائن کے امریکن انجینیر کی حیثیت سے کام کررہے ہیں اپنے وطن اصلی حیدرآباد میں حضرت مولانا کے استقبال وراحت رسانی کے لئے آئے تھے جو اب ان کا خاص طور سے حضرت مولانا کے بیرون ملک سفروں کے وقت معمول بن گیا ہے کہ وہ ہر سفر میں اپنے ذاتی خرچ پر حضرت کے ساتھ ہوتے ہیں، کئی دن پہلے سے حیدرآباد کے اخبارات میں الفضے پروگراموں کی خبریں شائع ہوتی رہیں جس کے سبب سارے پروگرام بہت کامیاب ہوئے۔ جلسوں کے بعد بھی اخبارات نے بہت اچھی اور تفصیلی رپورٹنگ کی۔

دعائے مغفرت

دفتر تعمیر حیات کے کارکن مولوی محمد شاہد ندوی کی حقیقی بھتیجی کا ۳ رجنوری ۹۷ء کو مختصر علالت کے بعد ایک مقامی اسپتال میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کا چند سال قبل عقد ہوا تھا۔ پسماندگان میں ایک چھوٹا لڑکا اور لڑکی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● سعودی عرب کے شہر جدہ سے شائع ہونے والا روزنامہ عرب نیوز نے یہ خبر دی ہے کہ مکہ مکرمہ میں دار الوسیلہ پبلشنگ ہاؤس نے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات وسیرت پر بارہ جلدوں کی ایک عربی انسائیکلوپیڈیا جاری کی ہے جو پوری دنیا میں سب سے بڑی انسائیکلوپیڈیا سمجھی جاتی ہے اس میں چھ ہزار صفحات ہیں اور تین سو ساٹھ مضامین ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات اور تعلیمات پر مشتمل ہیں، اس کتاب پر ۳ لاکھ ڈالر کی لاگت آئی ہے اس انسائیکلوپیڈیا کو احادیث، فقہ، اسلامی تعلیمات، اور عربی زبان کے چالیس ماہرین نے سات سال میں مرتب کیا ہے، حرم پاک کے امام وخطیب صالح بن عبداللہ بن حمید کی نگرانی میں یہ کتاب تیار ہوئی ہے اس کتاب کا ترجمہ فارسی، اردو، فرانسیسی، ترکی، انگریزی اور دوسری اہم زبانوں میں کیا جائے گا۔ اس کی قیمت نو سو ڈالر سے ایک سو تیس ڈالر تک ہوگی۔

● ملیشیا کا "اسلامی آواز" نام کا ریڈیو جنوب مشرقی ایشیا اور بحر الکاہل کے خطہ میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ایک اہم رول ادا کررہا ہے، ریڈیو کے مالی اخراجات خود حکومت برداشت کرتی ہے اور اس کی نشریات سرکاری ٹرانسمیشن اسٹیشنوں سے ہوتی ہیں اس کا خاص مقصد انگریزی اور ملیشیائی زبان میں جنوب مشرقی ایشیا کے تمام ممالک کو اسلامی پیغامات سے روشناس کرانا ہے، عرب ممالک سے باہر ملیشیا کا یہ اسلامی ریڈیو پہلا اسلامی ریڈیو ہے ملیشیا کے وزیر اطلاعات ونشریات نے کہا ہے کہ یہ ریڈیو غیر ملکی کی جانب سے ہونے والے اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کا توڑ کرنے کی طرف توجہ دیتا ہے نیز اس کا دوسرا مقصد پسماندگی کے خلاف پروگرام چلانا ہے وزیر موصوف نے یہ بھی کہا کہ ملیشیا ساری دنیا پر ثابت کردے گا کہ اسلام ایک جدید اور صحیح طریقہ پر کسی بھی سوسائٹی کو ترقی دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

● منگولیا کے مسلمان ۷۰ سال میں پہلی بار حج کریں گے، منگولیا کے مسلمانوں کو سرکاری طور پر پہلی بار حج کی اجازت ملی ہے، سعودی عرب اور رابطہ عالم اسلامی نے ان کے حج کا اہتمام کیا ہے اور حج کے اخراجات بھی اٹھائیں گے، عازمین حج کے اس وفد میں ۶ علماء شامل ہوں گے تاکہ شریعت کے مطابق ارکان حج ادا ہوسکے۔ اس وفد کے سربراہ نے بتایا کہ منگولیا میں کمیونسٹ اقتدار کے نشتر برسوں میں تمام مساجد کو تباہ کردیا گیا تھا اور تقریباً ۳۵ سو علماء کو شہید کردیا گیا اور بہت سی مقدس کتابوں کو جلا دیا گیا تھا لیکن منگولیائی مسلمان اپنے دلوں میں ایمان کی چنگاری دبائے ہوئے تھے جو اب شعلہ بن کر ابھر رہی ہے۔

دعائے مغفرت

● دار العلوم ندوۃ العلماء کے استاذ قاری محمد ریاض صاحب کے والد جناب عبد الغنی صاحب کا مختصر علالت کے بعد ۹ دسمبر ۹۶ء کو کانپور میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، دیندار اور صاحب خیر انسان تھے، وہ حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندوی سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے۔

● مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ کی بڑی صاحبزادی اور حکیم عبدالقوی دریا بادیؒ کی اہلیہ کا ۹ دسمبر ۹۶ء کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ بڑی عابدہ، زاہدہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔

● فاران ٹریولس امین آباد لکھنؤ کے پروپرائٹر سید مقبول احمد کی والدہ کا ۸ دسمبر ۹۶ء کو ۹۰ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے قارئین کرام سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

نئے پرانے دردوں، زخموں، گلٹی، فالج دردسر اور دانتوں وغیرہ کی بیماریوں کے لئے ۶۵ سالہ پرانی عجیب وغریب یونانی دوا

دل آرام تیل رجسٹرڈ ۹۸

تیار کردہ حکیم قاسم حسین لکھنوی

اسٹاکسٹ:- ہارون جنرل اسٹور چکنڈی لکھنؤ۔

نوٹ:- جانڈس، دھات، کلوریا، شوگر کے جدید شفایابی کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔ فون: 213629

ششماہی امتحان کی ایک ہفتہ کی تعطیل کے بعد ۳ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ کو دار العلوم کھل گیا اور طلبہ رفتہ رفتہ اپنی تمام تر تعلیمی وثقافتی سرگرمیوں میں مشغول ہوگئے، اور اساتذہ بھی پورے انہماک کے ساتھ درس وتدریس میں لگ گئے۔

اسی طرح دار العلوم کی فضا، قال اللہ وقال الرسول سے گونج اٹھی۔ اسی دوران حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کی خصوصی دعوت پر ۱۴ اکتوبر ۹۶ء کو عالم اسلام کے مشہور عالم دین علامہ یوسف القرضاوی صاحب دار العلوم ندوۃ العلماء تشریف لائے اور تفسیر، حدیث، فقہ کے علاوہ دیگر اہم موضوعات پر خطاب فرمایا۔ اس موقع پر جمعیۃ الاصلاح کی جانب سے انھیں عصرانہ بھی پیش کیا گیا۔

کلیۃ الشریعۃ کے مسابقات :۔

کلیۃ الشریعہ کے زیر اہتمام امسال تین مسابقات منعقد ہوئے جن میں کامیاب ہونے والے طلباء کو علامہ یوسف القرضاوی نے سندیں اور انعامات دیئے۔

توسیعی خطبات :۔

دار العلوم کے طلباء کی انجمن جمعیۃ الاصلاح اور النادی العربی کے زیر اہتمام معروف اہل علم حضرات کے توسیعی خطبات اور محاضرے ہوئے جن میں معتمد تعلیمات ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی اور جناب ڈاکٹر عبد الحلیم عویس صاحب (مصر) کے محاضروں کے علاوہ دو اہم محاضرے ہوئے۔ پہلا محاضرہ یکم اکتوبر ۹۶ء کو "الغزو الفکری ومناہجہ" کے عنوان پر عربی میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا ہوا اور دوسرا محاضرہ ۱۲ نومبر ۹۶ء کو "لا الٰہ الا اللہ، ایک سائنسی تبصرہ" کے موضوع پر اردو میں پروفیسر محمد یونس قریشی (دیوریا) کا ہوا جس میں انھوں نے گردش ایام، قیامت کا منظر، زلزلہ کا آنا قیامت کے دن سورج کا مغرب سے اور چاند کا مشرق سے طلوع ہونا سائنس کی روشنی میں یقینی ہونا ثابت کیا اور بتایا کہ سائنسدانوں نے ان چیزوں کا اعتراف کیا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل خبر دی تھی۔

بزم ادب، معہد کا پروگرام :۔

بزم ادب معہد کے ادبی وثقافتی پروگرام ۱۰ر تا ۱۲ر نومبر ۹۶ء کو منعقد ہوئے جن میں طلباء نے مظاہرۂ قرأت، اجتماعی وانفرادی نظم خوانی، بیت بازی مظاہرۂ سائنس، اسلامی کوئز اور عربی، اردو، ہندی اور انگریزی کے مکالمے اور تقریریں پیش کیں۔

۳ر نومبر ۹۶ء کو کامیاب ہونے والے طلباء کو حضرت مولانا نے انعامات دیئے۔ اور مختصر تقریر کے بعد دعا فرمائی، اس موقع پر مہمان خصوصی افلیٹی کیشن کے پیٹرین احمد حسن صاحب بھی موجود تھے۔

جمعیۃ الاصلاح کے مقابلے :۔

جمعیۃ الاصلاح میں سالانہ پانچ مقابلے ہوئے اس سلسلے کا پہلا مقابلہ بیت بازی کا جناب خلیل احمد برتاب گڑھی کی صدارت میں ۱۸ر جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ کو ہوا جس میں محمد ہارون اور ان کے ساتھی اول اور منیر الدین اور ان کے ساتھی دوم آئے۔

۹ر جمادی الثانی کو حسب ذیل عنوان پر (برائے علیا) ان تازہ خداؤں میں سب سے دلکش ہے۔ اور (برائے سفلی) "نبی کی اطاعت ومحبت ہی میں قوم کی فلاح" بزم خطاب کا مقابلہ مولانا نذر الحفیظ ندوی کی صدارت میں ہوا۔ اور (علیا) اول حسین احمد، دوم فہران عالم، سوم عبد الصمد (سفلی) اول نظر الاسلام، دوم اعجاز الحق سوم عامر بیگ۔ آئے۔

بزم سلیمانی کا مقابلہ مولانا ناصر حسین ندوی کی صدارت میں بعنوان (برائے علیا) "مولانا عبد الحی ؒ حیات وکارنامے" (برائے علیا) "اسلام میں عورت کا مرتبہ حالات حاضرہ کے تناظر میں" ہوا جس میں (علیا) اول ابصار عالم، دوم حسین احمد، سوم حفظ الرحمن (سفلی) عبد الرحیم، دوم جمال ناصر، سوم رحمت عالم نے انعام حاصل کیا۔

بزم مناقشہ :۔

یہ مقابلہ ۸ر اکتوبر ۹۶ء کو ڈاکٹر ہارون رشید صاحب کی صدارت میں "ہندستانی مسلمانوں کا مستقبل روشن یا تاریک" کے عنوان سے ہوا، جس میں رضوان اختر کی ٹیم اپنے دلائل کی بنیاد پر کامیاب ہوئی۔

شعبۂ صحافت :۔

شعبہ صحافت کے زیر اہتمام اردو، عربی، ہندی انگریزی، اور بنگلہ زبانوں میں جداری اخبار پورے سال شائع ہوئے۔ ان اخباروں کے مقابلے ہوئے اور "نشان راہ" اول، "الہلال" دوم۔ اور "صدف" کو

سوم انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

انجمن الاصلاح رواق سلیمانی کا پروگرام :۔

۲۸ر جمادی الثانی تا ۲ر رجب ۱۴۱۷ھ کو انجمن الاصلاح رواق سلیمانی کا پروگرام ڈاکٹر یونس نگرامی اور ڈاکٹر شبیر احمد ندوی کی صدارت میں بعنوان "حضرت شاہ ولی اللہؒ اصلاحی کارنامے" اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ ایک مثالی حکمراں" جس میں (علیا) اول نعمت اللہ، دوم مفیض الرحمن، سوم ابو عبیدہ (سفلی) اول محفوظ الرحمن، دوم سراج مہدی، سوم مکین اشرف آئے۔

بزم خطابت کا مقابلہ مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی اور مولانا عبد اللہ حسنی ندوی کی صدارت میں بعنوان "معاصر زندگی میں سیرت فولاد پیدا کرے" اور احساس عمل کی چنگاری جس دل میں فروزاں ہوتی ہے" ہوا۔ اور (علیا) اول سیح اللہ، دوم زبیر احمد، سوم سیف الاسلام (سفلی) اول اظہار احمد، دوم برکات احمد، سوم راغب اختر آئے۔ ان طلباء کو مولانا عبد اللہ عباس ندوی نے انعام سے نوازا۔

انجمن الاصلاح معہد القرآن کا پروگرام :۔

اس انجمن کے زیر اہتمام بیت بازی کا مقابلہ مولانا محمد طارق ندوی کی صدارت میں ہوا جس میں رضاء الحق کی ٹیم نے اول اور ارشد اللہ کی ٹیم نے دوم انعام حاصل کیا۔ اور تقریر کے مقابلے مولانا عبد اللہ عباس ندوی، مولانا شفیق الرحمن ندوی اور مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری کی صدارت میں ہوئے۔ جن کے عناوین تھے۔ "(۱) مولانا محمد علی مونگیریؒ اور تحریک ندوہ" (۲) مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت" (۳) اسلام کا پیغام بیسویں صدی کے نام" اور (۴) اسلام میں اخلاق کی اہمیت" اور کامیاب ہونے والے طلباء کو مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندوی نے انعام دیا۔

النادی العربی :۔ النادی العربی کے زیر اہتمام اللجنۃ الخطابیۃ اور اللجنۃ الثقافیۃ

کا مقابلہ مولانا نذر الحفیظ ندوی کی صدارت میں ہوا۔ جس کے تحت مختلف دس عناوین پر طلباء نے اپنے اپنے مقالے پیش کئے اور کامیاب ہونے والے طلباء کو حضرت مولانا نے اپنے دست مبارک سے انعام دیا۔

طلباء فضیلت دوم کا سفر رائے بریلی :۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی سے خصوصی استفادہ کے لیے ۳ر رجب کو فضیلت دوم کے طلباء رائے بریلی گئے۔ اور چار دن کے مختصر قیام کے دوران حضرت مولانا نے "اذا هبت ریح الایمان" کا درس دیتے ہوئے مطالعۂ کتب کے اصول بتائے اور اختصار کے ساتھ اپنی آپ بیتی بھی سنائی۔ اس موقع پر۔

ارکان اربعہ۔ الصراع بین الفکرۃ الاسلامیۃ والفکرۃ الغربیۃ۔ ماذا خسر العالم کے علاوہ صحاح ستہ کا بھی درس دیا اور اپنی سند بیان کرکے اجازت دی۔

الوداعی جلسہ :۔

۲۶ر رجب ۱۴۱۷ھ کو فضیلت دوم کے طلباء کے اعزاز میں الوداعی جلسہ حضرت مولانا مدظلہ کی صدارت میں ہوا اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا سید نظام الدین صاحب نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی جس میں طلباء نے منتخب الوداعی مقالے اور نظمیں پیش کیں اس موقع پر حضرت مولانا نے نصیحت آمیز تقریر فرمائی جو آندھرا پردیش میں شائع ہو چکی ہے اور حضرت مولانا کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

ڈاکٹر سید سلمان ندوی کے اعزاز میں جلسہ

حال ہی میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کے صاحبزادے ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب صدر شعبۂ دینیات ڈربن یونیورسٹی افریقہ) تشریف لائے جن کے اعزاز میں حضرت مولانا مدظلہ کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر صاحب کے علاوہ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، مولانا عبد اللہ عباس ندوی نے بھی تقریر کی، مقررین نے ڈاکٹر صاحب سے اپنے گہرے تعلق کا اظہار کیا اور ڈاکٹر صاحب نے بھی ندوہ اور اہل ندوہ سے اپنی عقیدت مندانہ اور والہانہ محبت کا ذکر کیا۔

نتیجہ امتحان سالانہ معہد دارالعلوم ندوۃ العلماء بابتہ ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء

طالب علم کے سامنے کامیابی کا درجہ درج ہے تمام نام درجہ کی پوزیشن کے لحاظ سے ہیں۔

درجہ ہفتم معہد	پاس/فیل	عبداللہ خاں	اول
محمد عیسیٰ	"	تنویر احمد	"
انس احمد	"	خلیل احمد	"
سید ذاہر حسین	"	واجد علی	"
محمد زبیر	"	عبدالماجد	"
طیب احمد	"	امداد علی	"
ارشاد احمد	"	قیصر عالم	"
ابرار الحق	"	مرزا سہیل احمد	"
عبداللہ مسعود	"	سید احمد زکریا	"
محمد سلیم	"	سید عبدالرؤف	"
محمد ناصر حسین	"	دلشاد احمد	"
محمد حمزہ	"	محمد سمیع کوٹی	"
محمد شاہد علی صدیقی	"	امجد علی	"
شاہد اقبال	"	محمد حسام الدین	"
محمد دانش خاں	"	محمد اسامہ	"
محمد دلشاد حسین	دوم	محمد اقبال حسین	"
ظہ محمود	"	فرید احمد	"
محمد اکرام	مترتی	محمد امتیاز	"
فدا حسین	"	محمد زاہد اختر	"
محمد ماجد صدیقی	"	ابوزید	"
محمد فیضان خاں	"	محمد الیاس	"
محمد سعید	"	محمد تذکیر خاں	مترتی
سید خلیل الرحمٰن	ناکام	اشرف علی	"
محمد علیم	"	اسامہ افتخار احمد	"
ابوذر	"	اسامہ گجراتی	ناکام
درجہ خصوصی معہد		عذیفہ گجراتی	"
محمد سالم	اول	محمد سہیل	"

محمد اظہر	اول	محمد ہارون	ناکام
سرفراز علی	محفوظ	**درجہ ششم ب**	
درجہ ششم الف		شمس الدین	اول
محمد ابوالحسن	اول	مظہر حیات	"
محمد فیصل	"	انصار حسین	"
محفوظ عالم	"	عبدالودود	"
محمد زبیر	"	محمد غالب	"
نجم الدین	"	محمد کلیم اللہ	"
عطاء الرحمٰن	"	محمد شعیب	"
محمد طلحہ خاں	"	محمد کلیم شارق الفضال	"
افتخار الدین	"	ظہیر احمد	"
رخسار احمد	"	محمد معظم خاں	"
شمیم احمد	"	نوشاد احمد	"
جمال احمد	"	حبیب اصغر	"
عبدالمنان	دوم	آفتاب عالم	دوم
----------	----	محمد اسلم	"
مزمل علی	مترتی	محمد بلال مدنی	"
ثروت مطلوب	"	ریاض احمد	"
نفیس عالم	"	محمد انیس	"
علاء الدین	"	محمد شمس جوہر	"
محمد نعیم	دوم	شاداب احمد	"
خورشید قمر	"	نذر المبین	"
محمد ساجد	"	متین احمد	مترتی
محمد اسلام خاں	ناکام	احمد حماد لاری	"
محمد اسمٰعیل	"	معراج الدین	"
محمد توصیف	"	محمد مجاہد	"
ہادی اعظم	محفوظ	منصور احمد	"

عبدالمنان	ناکام	محمد شاداب	مترتی
محمد اشتیاق	"	محمد ساجد اعظمی	"
درجہ پنجم		عتیق الرحمٰن	"
محمد اشرف کمال	اول	محمد ناظم	ناکام
سید اویس علی	"	محمد آصف اعظمی	"
محمد عزیز خاں	"	**درجہ چہارم**	
محمد غفران خاں	"	سمیع اللہ	اول
محمد شاہد پرویز	"	منیر احمد	"
سیف محمد عیسیٰ	"	معراج احمد	"
محمد مظہر الحق	"	سید نور اشرف	"
مشکور حبیب	"	عرفان احمد	"
محمد یونس	"	اظہر صدیق صدیقی	"
شاہ اعظم	"	عبداللہ	"
عزیز الرحمٰن	"	محمد عاصم شبیر	"
محمد شاہد	دوم	انعام حسین	"
افضال کاشف	"	فیض الحق	"
عبدالنافع	"	شرف الدین	"
فرقان عالم	"	محمد انظر پنر	"
بلال احمد آزاد	"	ملک فہد	"
اسعد صدیق صدیقی	"	محمد شمیم احمد	"
محمد القمان	مترتی	محمد مزمل	دوم
محمد اشفاق خاں	"	انصار احمد	"
سید محمد خالد	مترتی	وسیم احمد	"
محمد ارقم	"	محمد ریحان	مترتی
محمد شعیب	"	رفیع اللہ	"
اختر جمال	"	مظفر الحق	ناکام
محمد ثاقب	"	شاہنواز	"

انعام الحق	ناکام	ضیاء الرحمٰن	اول
اشرف علی	"	فیصل طارق	"
محمد ملقمہ	"	بشیر احمد	"
درجہ سوم		محمد عمران	"
محمد مدثر	اول	محمد عماد الدین	"
محمد عمران	"	بلال احمد	"
ضیاء الحق	"	مقصود عالم	"
صباح الدین شوقی	"	عمار	"
محمد ابوسعید	"	ابوسعید	"
محمد اعظم شرقی	"	سید محمد عمران	ناکام
علی اصغر	"	احسان احمد	"
محمد سراج الدین	"	فیض احمد	"
صلاح الدین	"	مرزا حلیم اللہ	"
سید محمد عبدالرحمٰن	"	سید محمد یوسف	"
محمد شاداب	"	محمد عارف	"
شہاب الدین	"	علی اکبر	"
ضیاء الحسن	"	رضوان احمد	"
اسحٰق خلیل	"	محمد شاہد	"
محمد غفران خاں	"	ابوالحسن	مترتی
وامق افضال	"	محمد شعیب	"
امداد الحق	"	کڑایا اسرار یاسین	محفوظ
محمد احمد	دوم	شارق حسین	دوم
محمد زبیر	مترتی	**درجہ اول**	
سید علی	ناکام	سید ازہر احمد	اول
عزیز الرحمٰن	"	محمد رافع الہدیٰ	"
محمد آصف	"	عبداللہ دانش	"
درجہ دوم		عبدالکریم انصاری	"
محمد یوسف عبدالصمد	اول	شیخ قریشی	"
توصیف احمد	"	محمد عرفان فاروق	"
فیض الاسلام	"	محمد ریاست علی	"
ملک یونس علی	"	محمد شعیب	"
سید الرحمٰن	"	محمد ابوالعاص	"

محمد حسنین	اول	مشتاق عالم	اول
نور یزداں	"	نور حسن خاں	"
ارشد علی	"	سہیل احمد	"
محمد عامر سلمہ	"	محمد وثیق	ناکام
نور عالم	"	زبیر احمد	"
محمد عامر سلمہ	دوم	محمد ابوبکر	"
سید محمد کفیل	"	محمد کلیم ناکام	"
محمد نور حسین	معرفی	**درجہ ہفتم ضمنی**	
شمس الدین	"	محمد ندیم۔ قصص الغزاۃ	"
مجیب الرحمٰن	ناکام	محمد سراج۔ قصص، نحو	"
عزیر احمد	"	**ششم ب ضمنی**	
اکرم خاں	"	محمد ایوب۔ قصص، انگریزی	"
محمد تحفیظ	"	محمد خالد۔ ہندی، انگریزی	"
محمد شمیم	"	**چہارم ضمنی**	
ہاشم علی	"	محمد سعد۔ سائنس	"
فیاض احمد	"	**درجہ سوم ضمنی**	
عبدالرحیم	"	محمد اکرام۔ اردو، ہندی	"
فیضان احمد	"	**درجہ دوم ضمنی**	
محمد ہاشم مل بلیمی	مترتی	محمد خالد بلیمی۔ اردو	"
محمد شعیب	"	**درجہ اول ضمنی**	
نور الدین	محفوظ	سعید المبین۔ عربی قاعدہ، حساب	اول
اشہد صدیق صدیقی	"	طفیل احمد۔	"
کفیل احمد	"	زبیر عالم	"
محمد معاذ خاں	اول	سلمان شاہد۔ حساب	"
سید عبدالرحمٰن	"	محمد شاکر۔ عربی قاعدہ، اردو، پڑھنا	"
محمود الحسن	"	**درجہ اطفال ضمنی**	
محمد سلمان	"	محمد شفیق بن عتیق۔ اردو	"
محمد سراج الدین	"		
الطاف حسین	"		
محمد عاصم	دوم		
محمد رئیس	مترتی		
محمد شفیق بن عتیق	"		

ضمنی امتحانات

معہد کے طلبہ کے ضمنی امتحانات ۲۲،۲۳ر فروری سنیچر، اتوار کو صبح ۹ بجے سے ہوں گے، جو طلبہ مقررہ تاریخ پر ضمنی امتحان نہ دیں گے وہ ناکام قرار دیئے جائیں گے۔ بعد میں ان کا امتحان نہ لیا جاسکے گا۔

طالب علم کو جن مضامین کا ضمنی امتحان دینا ہے نام کے سامنے وہ مضامین درج ہیں، اس طالب علم کا ایک ہی مضمون ہے اس کا امتحان ۲۲ر فروری سنیچر کو ہوگا۔ ہارون رشید۔ ناظر معہد

بمبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے

بمبئی کے قارئین تعمیر حیات حضرات سے گذارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay-400 003.
Tele. : Add Cupkerle Tel. : 3762220/3728708
Tel. (R) 3095852

۲۴ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسپیشل چائے حاصل کیجئے۔

بقیہ:۔ درس حدیث

حضرات کا اثر تھا جن کا اوپر ذکر ہوا، مسائل اور احکام معلوم کرنے کے سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے تو وہ قرآن کی آیات پر غور کرتے اور ان سے مسائل مستنبط کرتے، اگر آیات سے کسی نتیجہ پر نہ پہونچ پائے تو پھر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر غور فرماتے اس سے مسائل مستنبط کرتے، یہ فقہ اور شرعی احکام ثابت کرنے کا گویا دوسرا سرچشمہ تھا، جب ان دونوں چیزوں سے مسائل نہ مل پاتے تو پیش آمدہ مسئلے سے ملتے جلتے مسائل پر جو مثالیں اور نظیریں ملتیں ان کو دیکھتے اور ان کی روشنی میں مسئلہ حل کرتے لیکن اس میں شریعت نے جن مصالح کا خیال رکھا ہے ان پر پوری طرح غور کرنے کے بعد کرتے، اس کی وضاحت شراب پینے والے کے بارے میں حضرت علی کے اس قول سے ہوتی ہے (کہ شرابی جب شراب پئے گا تو نشہ چڑھے گا، اور نشہ چڑھے گا تو اول فول بکے گا، اور جب ہوش میں نہ ہوگا تو بہتان لگائے گا، جھوٹ بولے گا اور جھوٹ اور بہتان لگانے والوں کی سزا اسی ۸۰ درے ہیں) لہٰذا اسی کی روشنی میں شرابی کو بھی اسی ۸۰ کوڑے لگیں گے، اور وجہ دونوں صورتوں میں جھوٹ اور بہتان ہے، یہ ایسا باریک قول ہے جو حدیث کے لفظ (مَنْ یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین)۔ سے سمجھ میں آتا ہے۔

اسی بنیاد پر صحابہ کرامؓ کی فقہ ترقی کرتی رہی اور بعض صحابہؓ بعض سے مستفید ہوتے رہے، یہاں تک کہ فقہی مکتبۂ فکر وجود میں آگیا۔

شعبی کہتے ہیں علم چھ حضرات سے حاصل کیا جائے گا عمر، عبداللہ، زید رضی اللہ عنہم، ان کا علم ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے، اور حضرت علیؓ، ابیؓ اور ابوموسیٰؓ کا علم ایک دوسرے سے ملتا جلتا تھا، یہ حضرات ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

حدیث کے الفاظ (ولن تزال ھٰذہ الأمۃ قائمۃ علی أمر اللہ ولا یضرھم من خالفھم حتی یأتی أمر اللہ) سے بہت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے الفاظ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، جو لوگ دین کے اندر اس طرح سمجھ پیدا کریں گے جس طرح صحابہ کرامؓ نے کیا اور سمجھا تھا اور مختلف فقہی مکتبۂ خیال کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے تو ایسے لوگ اور ایسی جماعت برابر صحیح راستہ پر رہے گی، تاآنکہ قیامت آجائے، (جو ان کو چھوڑ دے گا وہ انھیں کوئی نقصان نہ پہونچا سکے گا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے اس حال میں کہ وہ اسی طرح ہوں۔

اسی انداز کی ایک حدیث ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے جس میں انھوں نے بیان کیا ہے (یقاتلون علی الحق ظاھرین إلی یوم القیامۃ) حق کے لئے جہاد کریں گے (قتال کا جہاد) اور قیامت تک ان کو غلبہ حاصل ہوتا رہے گا) حضرت معاویہؓ کی بھی ایک حدیث ان کے متعلق ہے جس میں انھوں نے فرمایا (کہ وہ اہل علم ہیں) امام ترمذی نے اس باب سے حدیث کی تخریج کی ہے، اور کہا میں نے محمد اسماعیل بخاری کو کہتے ہوئے سنا کہ: میں نے علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ علماء حدیث ہیں ۔ یزید بن اصم کی ایک روایت میں ہے:

(ولا تزال عصابۃ من المسلمین ظاھرین علی من ناوأھم الی یوم القیامۃ) مسلمانوں کی ایک جماعت ان لوگوں پر برابر غالب ہوتی رہے گی جو ان سے دشمنی کریں گے۔ ابوامامہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ وہ لوگ بیت المقدس میں ہوں گے، اور طبرانی کی کتاب اوسط میں حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے (یقاتلون علی ابواب دمشق وماحولھا وعلی ابواب بیت المقدس وماحولہ لا یضرھم من خذلھم ظاھرین الی یوم القیامۃ) ۔ وہ دمشق کے اطراف اور دروازوں پر جنگ کریں گے، بیت المقدس کے دروازوں اور اس کے اردگرد جنگ کریں گے ان کو بے سہارا چھوڑنے والے نقصان نہیں پہونچا سکیں گے ایسے لوگ قیامت تک غالب رہیں گے۔

۱؎ نساء - ۸۴ ۲؎ سیر اعلام النبلاء
۳؎ اعلام النبلاء ۴؎ اصول فقہ ڈاکٹر بدران
۵؎ فتح الباری ۶؎ فتح الباری

بقیہ:۔ سوال و جواب

ج:۔ جس دن اعتکاف توڑ دیا ہو فقط اس دن کے اعتکاف کی قضاء روزہ کے ساتھ ضروری ہے بقیہ دنوں کی قضاء ضروری نہیں، البتہ اگر کوئی شخص رمضان کے بعد پورے عشرے کی قضاء مع الصوم کرلے تو بہتر ہے

س:۔ کیا اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنا مکروہ ہے۔؟

ج:۔ حالت اعتکاف میں بالکل چپ رہنا مکروہ ہے معتکف کو چاہیئے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے، ذکر میں مشغول رہے یا کسی دینی کتاب کا مطالعہ کرے۔

س:۔ کیا معتکف اپنے گھر جاکر کھانا لاسکتا ہے؟

ج:۔ نہیں! اپنے گھر کھانا لانے نہیں جاسکتا اس کا انتظام کرنا ہوگا۔

س:۔ رمضان کے آخری عشرے کے اعتکاف کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

ج:۔ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنا سنت کفایہ مؤکدہ ہے، اگر اہل محلہ میں سے کوئی بھی محلہ کی مسجد میں اعتکاف کرے تو سارے محلہ والوں کی طرف سے کافی ہوگا۔ ورنہ سارے محلہ والے گنہگار ہوں گے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی ایک اہم ضرورت

کی

تکمیل کے لیے صاحب خیر حضرات کی توجہ درکار

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں طلبہ کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے جبکہ رہائش کی تنگی کے سبب بہت سے طلباء کو واپس کرنا پڑتا ہے۔

مزید برآں امتحانات کے زمانہ میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے سخت دشواری پیش آتی ہے۔ کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی کی عمارت کا نقشہ چھ منزل کا بنا تھا لیکن وسائل کی کمی کے سبب صرف تین منزلوں پر کام روک دیا گیا تھا۔ جبکہ اب شدید ضرورت کے تحت بنام خدا، اوپر کی منزلوں کا کام شروع کردیا گیا ہے جس میں ایک بڑا ہال بھی ہوگا۔ اگر یہ ہال الگ سے بنتا تو اس کا صرفہ کئی گنا زیادہ ہوتا۔ اس ہال سے امتحان کا مسئلہ بھی آسان ہوجائے گا۔ دوسرے جلسے بھی ہوسکیں گے! اور ایک منزل پر دیگر ضروری کاموں کے لئے کمرے بن جائیں گے۔ یہ اہم کام لاکھوں روپے کے خرچ سے مکمل ہوسکے گا۔ اس کے علاوہ فوری طور پر ایک پانی کی ٹنکی اور جنریٹر کی سخت ضرورت ہے اس میں بھی لاکھوں روپے خرچ ہوں گے۔

لہٰذا اللہ کے نام پر خرچ کرنے والے بھائیوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت سے نوازا ہے، ہماری پرزور اپیل ہے کہ اس کام میں دل کھول کر حصہ لیں۔ کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر بے حد وحساب ہے جس کو قرآن مجید میں یوں ادا کیا گیا ہے۔ مثل الذین ینفقون أموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مأۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔

جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سَو سَو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ اہل خیر حضرات دل کھول کر حصہ لیں گے۔

(مولانا) معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(مولانا) محمد رابع حسنی ندوی
مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

نوٹ

چک، ڈرافٹ، منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں، مرسلہ رقم جس مد کی ہو اس کی صراحت ضروری ہے، چک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھئے: ناظم ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
NAZIM NADWATUL ULMA. LUCKNOW